ماہنامہ
فیضان
ایڈیٹر
قاری عطا اللہ

سنّی کانفرنس نمبر

قیمت ۴ روپے

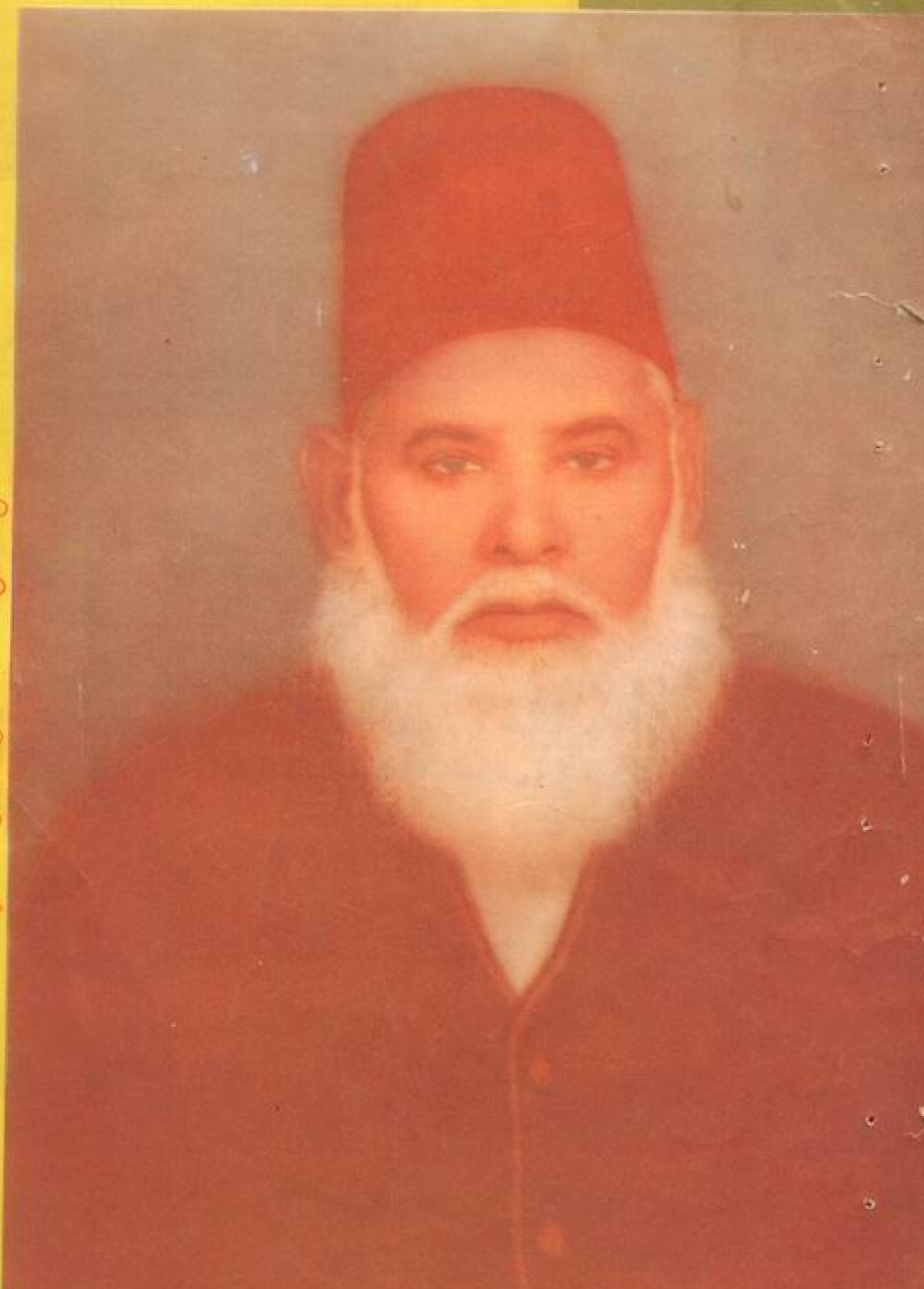

- بنارس کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال
- اجمیر سے ٹوبہ تک
  سنی کانفرنس کی منزل بہ منزل داستان
- اہم انکشافات دستاویزات کی زبانی
- ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے ؟
- شبیر احمد عثمانی کب مسلم لیگ میں آئے ؟

مُلتان سُنّی کانفرنس کے داعی
غزالیٔ دوراں
علامہ احمد سعید کاظمیؒ
(انٹرویو اندرونی صفحات)

ماہنامہ
فیضان
فیصل آباد

جلد: ۱۵ ماہ ستمبر، اکتوبر
شمارہ ۹ و ۱۰ ۱۹۷۸ء

- ایڈیٹر: قاری عطاءاللہ
- ڈپٹی ایڈیٹرز: خالد حبیب الٰہی، میاں زبیر احمد، وارث الجیلانی
- سرکولیشن مینجر: ایم اے رضا
- قیمت فی شمارہ: ۴ روپے
- سالانہ: ۳۰ روپے

سُنّی کانفرنس — روشنی کی کرن

ملتِ اسلامیہ پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا، سُنّی علماء و مشائخ نے پاسبانی ملت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا، اور حق کا پرچم سربلند رکھنے کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ سواد اعظم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اکابرین کا ماضی بھی درخشندہ ہے اور حال بھی تابندہ۔ وہ ہمیشہ ملت کے ماتھے کا جھومر بنے، کلنک کا ٹیکہ کبھی نہیں بنے۔ نہ تو انگریز کی مراعات سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور نہ ہی وہ ہندو کے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد نہ تو وہ کبھی حکومت میں شامل ہو کر لوٹ کھسوٹ میں حصّہ دار بنے اور نہ ہی انہوں نے ایک غیر محب وطن اپوزیشن کا رول نبھایا۔ جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ پڑھا تھا، اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تحریک اور کوئی موڑ ایسا نہیں، جہاں علماء و مشائخ اہلسنت نے سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی ثبوت فراہم نہ کیا ہو۔ یہ غلامان مصطفےٰ کی تاریخ ہے، یہ روشنی کا سفر ہے....!

آج پھر ہم ایک ایسے موڑ پر آ پہنچے ہیں جہاں ہمیں منزل کا سراغ نہیں مل رہا۔ کل تک جو لوگ نظامِ مصطفےٰ کے علمبردار بن رہے تھے، وہ آج مسند نشین ہو کر یوں گُنگ ہو گئے ہیں، جیسے منزل مل گئی ہو یہ جیسے مقصد پورا ہو گیا۔ مایوسیوں کے دائرے پھیلتے جا رہے ہیں.... آخر کب تک زبان بند رکھیں، کب تک دل کے پھپھولے نہ دکھائیں، کب تک وعدے یاد نہ دلائیں اور کب تک نہ کہیں کہ بندہ نواز! وہ گھر جلا تھا، وہ خون بہا تھا اور وہ دوپٹہ اترا تھا.....! یہ امتحان کا وقت ہے اور یہ فیصلہ کی گھڑی ہے۔ ایک طرف کمیونزم ملک کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ہمسایہ مسلم ممالک سلگ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف کانگرس دوبارہ حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے ازلی دشمن بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ کبھی گندم حاصل کرنے کے بہانے اور کبھی کرکٹ میچ کے بہانے پرانی "محبت" تازہ ہو رہی ہے۔ اور خدا جانے یہ "میل جول" کیا رنگ لائے گا! اس موڑ پر ایک دفعہ پھر روشنی کی کرن ابھری ہے، جو منزل کا پتہ دے رہی ہے۔ ملتان کی "کُل پاکستان سنّی کانفرنس" میں ایک دفعہ پھر علماء و مشائخ اہل سنت ملت کی درست سمت میں راہنمائی کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اس تاریخ ساز کانفرنس کے موقع پر ہم علماء و مشائخ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مسلک حقّہ کے تحفظ اور ملک کے استحکام کی خاطر ایک دفعہ پھر اُسی جذبے کے ساتھ میدان میں آئیں گے، جس جذبے کے ساتھ وہ بنارس کانفرنس کے موقع پر پاکستان بنانے کے لئے آئے تھے۔ آج پھر ہم "آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے" کی کیفیت سے دو چار ہیں۔ آج پھر مقام مصطفےٰ کے تحفظ کا مرحلہ درپیش ہے۔ آج پھر ہماری قوم اہلسنت علماء و مشائخ کی طرف نظریں لگائے بیٹھی ہے کہ وہ کب میدان میں آئیں گے، کب اپنی شیرازہ بندی کریں گے اور کب اسلاف کی یاد تازہ کریں گے۔

دفتر فیضان بالمقابل داتا دربار ہسپتال۔ لاہور

- علامہ احمد سعید کاظمی سے انٹرویو۔
- مولانا حامد علی خاں سے ایک ملاقات
- انٹرویو مفتی عبدالقیوم ہزاروی۔
- نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری۔ ایک انڈیا سنّی کانفرنس۔
- اجمیر سے ٹوبہ ٹیک سنی کانفرنس کی منزل بمنزل داستان۔
- ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے۔
- اجمیر شریف مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے۔
- حقائق بولتے ہیں۔

آہ! مفتی اعظم پاکستان

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، علامہ ابو البرکات سید احمد کی وفات حسرت آیات سے ملت اسلامیہ ایک عظیم راہنما سے محروم ہو گئی ہے روشنی کا یہ مینار ایسے وقت میں ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا، جبکہ اندھیروں کے سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور منزل کا سراغ دور دور تک نظر نہیں آتا۔ ابوالبرکات سید احمد کی ذات گرامی آسمانِ علم و ہدایت کے ایک ایسے مہر تاباں کی حیثیت رکھتی تھی جس کی ضیا پاشیوں سے ہزاروں دل روشن ہوئے اور لاکھوں کو صراط مستقیم کی ہدایت ملی۔ تفسیر، حدیث اور منطق میں آپ یگانۂ روزگار تھے اور فقہ میں توآپ کا کوئی ثانی پورے ملک میں نظر نہیں آتا۔ دو قومی نظریہ کے فروغ اور تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے آپ کی خدمات تاریخ کا ایک زریں باب ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے تلامذہ اور متعلقین آپ کی دینی اور ملی خدمات کو مرتب کرکے عوام الناس کے سامنے لائیں تاکہ نئی نسل آپ کے افکار و نظریات اور آپ کی خدمات کو مشعل راہ بنا سکے۔

رسائل وجرائد سے بے اعتنائی کیوں؟

"ماہنامہ "فیضان" کا اجراء ایک سال قبل ہم نے اس وقت کیا تھا جب کہ پورے ملک میں اہل سنت کا ایک بھی سیاسی ترجمان نظر نہیں آتا تھا۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہم بارش کا پہلا قطرہ بنے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ احباب کی بے توجہی اور عدم تعاون کے باعث ہم بری طرح قرض کے بوجھ تلے دب چکے ہیں۔ جہاں تک معیار اور سرکولیشن کا تعلق ہے، اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے لیکن جہاں تک عملی تعاون کا تعلق ہے، روز اول سے آج تک ہم اس سے محروم ہیں۔ اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارا ادارہ ہزاروں روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ ہمارے واجبات مختلف کرم فرماؤں کے ذمہ ہیں لیکن وہ ادائیگی سے گریز فرما رہے۔ جہاں تک رسائل و جرائد کا تعلق ہے جب تک انہیں خاطر خواہ تعداد میں مستقل اشتہارات نہ ملیں اور مخیر لوگ ان سے عملی تعاون نہ کریں، ان کا جاری رہنا مشکل ہی نہیں ناممکنات میں سے ہے۔

اہلسنت و جماعت پہلے ہی یاران تیز گام سے بہت پیچھے رہ چکے ہیں اگر بے حسی کا یہی عالم رہا اور نشر و اشاعت کے محاذ پر رسائل و جرائد کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا، تو ہمارے مخالفین ہمارے مسلک کو جتنا نقصان پہنچا دیں گے، شاید ہمارے اکابرین کو اس کا اندازہ نہیں ہے! ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم مسلک کے نام پر رسائل بھی نہیں چلا سکتے تو پھر کیا ہمیں سواد اعظم کہلانے کا حق حاصل ہے ....؟ کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر ہم اکابرین اور عوام اہلسنت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کریں یہ تعاون اشتہارات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور عطیات کی صورت میں بھی۔ اگر ہمیں خاطر خواہ تعاون حاصل ہو گیا تو ہمیں یقین ہے کہ ہم نہ صرف "فیضان" کو جاری رکھ سکیں گے بلکہ اس کے معیار اور سرکولیشن کو اتنا بڑھا لیں گے کہ کوئی بھی رسالہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ (انشاء اللہ) ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہو گی۔

مفتیٔ اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب کی

شخصیت پر ماہنامہ فیضان کا

مفتیٔ اعظم پاکستان نمبر

اگلے ماہ شائع ہو گا۔

مضامین ۲۰ اکتوبر تک مل جانے چاہئیں

(ادارہ)

ملتان سُنّی کانفرنس کے داعی

علامہ احمد سعید کاظمی

سے ایک اہم انٹرویو

قاری عطاء اللہ، پیرزادہ سردار احمد قادری

آسمانِ علم و حکمت کے خاورِ درخشاں، علامہ احمد سعید کاظمی کا شمار ملک کے ان معدودے چند علماء میں ہوتا ہے جن کی علمی فضیلت اور عظمت کو دنیا کو اپنے پرائے سبھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو بجا طور پر رازیٔ زماں اور غزالیٔ دوراں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہزاروں طالبانِ رشد و ہدایت آپ سے فیضیاب ہو کر ملک کے کونے کونے میں تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف ہیں۔ تحریک پاکستان ہو یا تحریک نظامِ مصطفےٰ ہر دور میں ہر نازک وقت پر آپ حق کا پرچم تھامے اگلی صفوں میں نظر آئے۔ اس دوران آپ کو کوئی خوف و لالچ آپ کے راستے کی دیوار نہ بن سکا، اور نہ کوئی مصلحت آڑے آئی۔ ضعیفی اور علالت کے باوجود آج بھی آپ پاسبانیٔ ملت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اور کل پاکستان سنی کانفرنس کے داعی کی حیثیت سے آپ نے سوادِ اعظم کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے متحد کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ آپ کی دیگر گرانقدر خدمات کی طرح تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ فیضان کے سنی کانفرنس نمبر کیلئے ہم نے حضرت علامہ کاظمی سے انٹرویو کا وقت مانگا تو آپ نے کمال شفقت سے ہمارے ذوق کی تکمیل فرما دی۔ آپ سے ہونے والی گفتگو نذرِ قارئین ہے۔

س ۱: کیا آپ ارشاد فرمائیں گے کہ تحریک پاکستان میں علماء کرام نے کیا کردار ادا کیا؟

ج: میں عرض کروں گا کہ قیام پاکستان کے سلسلے میں سنی علماء و مشائخ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا اور ان کی خدمات اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور جو لوگ مسلک اہلسنت کے مخالفین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی غالب اکثریت کانگریس کے ساتھ تھی اور ان لوگوں نے اسلامی قومیت کے بارے میں علماء اہلسنت سے اختلاف کیا۔ ہمارے تمام علماء و مشائخ نے قومیت کی بنیاد مذہب اور دین کو قرار دیا ہے ہمارے پیشوا اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ہندوؤں کے ساتھ موالات اور اشتراکِ عمل کی مخالفت کی اور مسلم قومیت کا نظریہ پیش کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اعلیٰحضرت کا یہ نظریہ پاکستان کی اساس بنا اور اس اساس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے اہلسنت علماء و مشائخ نے جدوجہد فرمائی۔ اس جدوجہد کے مناظر کئی دفعہ دیکھنے میں آئے کبھی نوٹیڑی کانفرنس میں اس نظریے کا پرچار ہوا اور کبھی اجمیر کانفرنس میں اور یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ جدوجہد کا مطلب مسلم قومیت کا تحفظ پیدا کرنا اور مسلمانوں کو دوسری قوموں میں مدغم کرنے کی کوشش کو ناکام بنانا تھا۔ آپ کو کوئی ایسی مثال تو شاید مل جائے کہ کوئی سنی عالم مسلم لیگ میں شامل نہ ہوا ہو لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ کسی سنی عالم نے مسلم قومیت کے نظریہ کی مخالفت کی ہو۔ اور قومیت کا دارومدار وطنیت کو قرار دیا ہو علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

اسی نظریے کی خاطر اہلسنت نے جدوجہد کی میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۶ء کی آل انڈیا بنارس سنی کانفرنس کو اگر تحریک پاکستان کا اہم سنگ میل قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس موقع پر ہزاروں علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس وقت اہلسنت کے مخالف علماء وطنیت کو قومیت کی بنیاد قرار دے کر نہرو اور گاندھی کی حمایت میں برسرپیکار تھے اور ان لوگوں نے قیام پاکستان کی راہ میں بہت مشکلات پیدا کیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے مطالبۂ پاکستان کی حمایت سے مسلم لیگ کو بہت تقویت پہنچی اور ہمارے علماء و مشائخ نے پاکستان بنانے کے لیے اپنے تمام وسائل صرف کر دیے تھے۔ میں نے خود بھی ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ کی باقاعدہ رکنیت اختیار کر لی تھی اور اپنے وسائل کے مطابق میں نے تحریراً اور تقریراً نظریۂ پاکستان کی تائید اور مخالفین پاکستان کی تردید کے لیے جدوجہد کی۔

س ۲: پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے معرض وجود میں آیا تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ اب تک یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔

ج: میرا خیال یہ ہے کہ قائداعظم تو اسلام کے بارے میں مخلص تھے اور لیاقت علیخان نے بھی جو قرارداد مقاصد منظور کی وہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر قائداعظم کی زندگی وفا کرتی اور لیاقت علی خاں کو موقع ملتا تو میرا حسن ظن یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام نافذ کر دیتے اور پس و پیش سے کام نہ لیتے ان دونوں حضرات کے بعد مسلم لیگ میں وہ لوگ آگے آ گئے جو مغربیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کا نام تو لیا لیکن عملاً اس کے لیے کچھ نہ کیا۔ اگر یہ لوگ اخلاص کے ساتھ کوشش کرتے تو اب تک یقیناً اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہوتا۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے برپا نہ ہونے کی ذمہ داری دراصل انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار تھی۔ حکمران کا ذہن اسلامی اقتدار کی

بجائے مغربی اقتدار سے متاثر تھا۔

س: قیام پاکستان کے مخالفین تو مسند اقتدار تک پہنچ چکے ہیں اور تحریک پاکستان میں قربانیاں دینے والے اہلسنت ہر میدان میں ان سے پیچھے نظر آتے ہیں۔ اس کی آخر کیا وجوہات ہیں۔

ج: بات یہ ہے کہ اہلسنت نے اسلاف کے طریقوں کو اپنایا اور انہی کی راہ کو اختیار کیا۔ سلف نے کرامتیں بیانات نہ دی کہ وہ کسی مفاد کے پیش نظر اپنے نظریے کو بدل لیں۔ اس وقت جو بیانات ہمارے ملک میں ہیں وہ مغربی سیاست کا حربہ ہے اور اسلامی سیاست سے ہرگز تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق خود کو بدل لینا اور لوگوں کو مکر و فریب میں مبتلا کرنا ہمارے اسلاف کا شیوہ نہ تھا اور اہلسنت نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ علماء اہلسنت نے پاکستان کے لیے بے لوث جدوجہد کی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کبھی اقتدار کے خواہاں نہیں رہے لیکن جو لوگ قیام پاکستان کے خلاف تھے۔ انہوں نے پینترے بدلے اور حصول اقتدار کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بنیادی فرق ہے جس کے باعث آج وہ لوگ وقتی طور پر ہم سے آگے نظر آ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک وقت میں جس چیز کو ناجائز کہا، دوسرے وقت میں وہ جائز ہو گئی ..... ایک وقت کسی بات کو ناحق کہا پھر دوسرے وقت اسے حق تسلیم کر لیا۔ ایک خاص وقت میں ان لوگوں نے سوشلزم کی حمایت کی اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف نظر آئے۔ اہلسنت نے جس چیز کو ایک دفعہ حق جانا پھر اس کو ہمیشہ حق ہی سمجھتے رہے۔ انہوں نے کبھی مکر و فریب کو اپنا طرز عمل نہیں بنایا۔ موجودہ سیاست میں تو کامیاب وہی لوگ نظر آتے ہیں جو دھوکہ دے سکیں۔ لیکن ہم راہ مستقیم سے ہٹے بغیر پر امید ہیں کہ بالآخر حقیقی کامیابی ہمیں ہی حاصل ہو گی۔

س: موجودہ حکومت نظام مصطفےٰ کی علمبردار ہے کیا اس کے اعلانات اور اب تک کے اقدامات سے آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل قریب میں نظام مصطفےٰ نافذ کر دے گی؟

ج: اللہ کی رحمت سے تو میں ناامید نہیں .... لیکن موجودہ حکومت کی اب تک کی کارکردگی سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ مستقبل قریب میں ملک میں نظام مصطفےٰ کا قیام عمل میں آ جائے گا۔ اگر یہ لوگ اسلامی نظام سے مخلص ہوتے تو اب تک بہت کچھ ہو چکا ہوتا۔ نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے بھی ابتدائی اور بنیادی اقدامات ضروری ہوتے ہیں لیکن اب تک تو وہ بھی نہیں کیے گئے۔ قرآن مجید میں اسلامی نظام قائم کرنے والوں اور اقتدار پانے والے مسلمانوں کے لیے ایک معیار بتایا گیا ہے اور قرآن پاک میں فرمان خداوندی کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین پر حکومت عطا فرماتا ہے۔ وہ اقامت صلوٰۃ کا نظام اور زکوٰۃ کا نظام برپا کرتے ہیں۔ اور نیکی کے حکم کا نظام اور بدی سے روکنے کا نظام قائم کرتے ہیں ___ انجام کار تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے لیکن اسلامی ریاست کے ارباب بست و کشاد کی بنیادی ذمہ داری واضح کر دی گئی ہے۔ موجودہ حکومت نے تو اب تک یہ ابتدائی اقدامات بھی نہیں کیے ہیں۔ عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے بھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی۔ زنا اور شراب کے لیے شرعی سزا کا کوئی نفاذ عمل میں نہیں آیا۔ بے حیائی کے مراکز بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔ غرضیکہ جن ابتدائی اقدامات کے نفاذ میں کوئی مشکل پیش نہیں آ سکتی وہ بھی نہیں کیے گئے۔

اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کسی وقت قابل عمل نہ ہو۔ اب کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اسلامی تعزیرات کو جاری کرنا ممکن نہیں بعض لوگوں نے تو اسے ظلم بھی قرار دیا ہے۔

میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نفاذ میں تاخیر کی کوئی وجہ نہیں اور یہ کہنا کہ موجودہ ماحول اور زمانہ اس کے مطابق نہیں بالکل غلط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہر زمانے میں قابل عمل نہیں ہے۔ اس طرح تو کسی وقت یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نماز پڑھنے کی تبلیغ کرنا زمانے کے موافق نہیں یا نیکی کا حکم دینا زمانے کے موافق نہیں۔ اور اس طرح تو اسلام ختم ہو کر رہ جائے گا۔

اور وہ دور کب آئے گا جو اسلام کے موافق ہو... شاید وہ سو برس تک نہ آئے جن لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔ ان سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ مستقبل قریب تو کیا مستقبل بعید میں بھی اسلامی نظام نافذ کر دیں گے۔

___ میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے اور اس کے نفاذ کے سلسلے میں جو رکاوٹیں بیان کی جاتی ہیں ان کو بھی نظام مصطفےٰ کے نفاذ سے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر نظام مصطفےٰ نافذ نہیں ہوگا تو وہ رکاوٹیں دور نہیں ہوں گی۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ایسے اسباب مہیا فرمائے۔ کہ ہمارے ملک میں نظام مصطفےٰ نافذ ہو سکے۔

س: بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ علماء اختلافی مسائل میں الجھ کر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلافات بڑھا رہے ہیں۔ اور اس طرح فتنہ و فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

ج: ہر عالم دین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلک کی حقانیت اور صداقت کو حسن و خوبی کے ساتھ مدلل طور پر قوم کے سامنے پیش کرے ___ اور اس طرح مخالفین مسلک پر بطریق احسن تنقید بھی علماء کے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن یہ کام "وجادلھم بالتی ھی احسن" کے اصول پر کیا جائے اور فتنہ و فساد کو مسدود کیا جائے۔

س: لیکن بعض لوگ تو ایسے اقدامات کر رہے ہیں جن سے فتنہ و فساد پیدا ہو۔

ج: آپ نے صحیح کہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض حلقے اس قسم کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے کوئی قابل تعریف کام کرنے کی بجائے غیر متعلق امور کی طرف توجہ دینی شروع کر دی ہے۔ جس سے کشیدگی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ مثلاً حال ہی میں درود و سلام پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور مساجد پر بے جا مداخلت کی گئی ہے لیکن یہ سعی لاحاصل ہے۔ کیونکہ ہم اس کا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ ویسے ہم اس کا دفاع جھگڑے اور فساد کی صورت میں نہیں کریں گے۔ بلکہ اصولی طور پر اس سلسلے میں فتنہ و فساد سے بچتے ہوئے اپنی پوری اور مکمل جدوجہد کو بروئے کار لائیں گے۔

اگر اس کے بعد بھی صورت حال خراب ہوئی اور نتائج توقعات کے برعکس برآمد ہوئے تو اس کی ذمہ داری علمائے اہلسنت پر نہیں ہوگی۔ بلکہ انہیں لوگوں پر ہوگی جنہوں نے درود و سلام بند کر کے سواد اعظم کے مسلک کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اور فتنے کا دروازہ کھولا ہے۔ اس لیے میرا مشورہ ایسے لوگوں کے لیے یہ ہے کہ وہ ایسے اقدامات نہ کریں جو بعد میں ان کے لیے پریشانی کا باعث بنیں اور ماحول میں کشیدگی پیدا ہو۔ کیونکہ ہم کسی صورت بھی نہیں چاہتے کہ معاشرہ الجھاؤ اور انتشار کا شکار ہو۔ اور پیچیدگیاں مزید بڑھیں۔

س: ملتان میں ہونے والی کل سنی کانفرنس کے مقاصد کے حصول کے لیے [illegible] ؟

ج: سنی کانفرنس کے انعقاد کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ ملک بھر کے اہلسنت مسلمان جن کی ملک میں اکثریت ہے اور جنہیں سواد اعظم کہا جا سکتا ہے ان کی بکھری ہوئی قوت کو مستحکم بنیادوں پر منظم کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر اہلسنت کو ان کے حقوق اور اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی جائے کیونکہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ

درود و سلام کو بند کرنے کی کوشش سے حالات خراب ہوئے تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے

ملک و ملت کی صحیح طور پر خدمت کر سکیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ سواد اعظم کے ذہنی رجحانات خالص مذہبی جذبات کے ساتھ بیدار رہیں تاکہ وہ ملک و قوم کی صحیح خدمت کر سکیں۔ اور پاکستان کے بنیادی نظریے کو اس کے مخالفین کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکیں۔ ہمارا مقصد نہ تو سیاسی ہے نہ فرقہ بندی پیدا کرنا۔ ہم تو اپنے مسلک کا تحفظ اور اپنی جماعت کی تنظیم کرنا چاہتے ہیں۔ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم فرقہ بندی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم خود فرقہ واریت کو نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہماری موجودہ سیاست مغربی سیاست کا چربہ ہے۔ اسی لیے ہم کسی سیاسی مقصد کے لیے سنی کانفرنس منعقد نہیں کر رہے۔

س: آپ نے فرمایا ہے کہ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں ہے۔ لیکن بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: سنی کانفرنس کے انتظامات کے سلسلے میں اب تک جتنے بھی اجلاس ہوئے وہ تمام اہل سنت کے تھے جو کہ ایک مذہبی تنظیم ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تمام سنی علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی ہے، چاہے وہ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوں یا نہ ہوں میرے خیال کے مطابق سنی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کا غالب حصہ ایسا ہوگا، جو جمعیت علماء پاکستان میں شامل نہیں ہے۔ جمعیت کے جن حضرات کو دعوت دی گئی ہے، وہ صرف سنی ہونے کی حیثیت سے مدعو ہیں رہا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کانفرنس کی تاریخوں کے دوران کسی سیاسی جماعت کا کوئی اجلاس نہیں ہو رہا۔ البتہ اگر کوئی جماعت کانفرنس کی قریبی تاریخوں میں ملتان میں اپنا اجلاس رکھ لیتی ہے تو ان کی صوابدید پر ہے ہمارا اس سے تعلق نہیں۔

س: سنی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے؟

ج: میں انہیں وہی پیغام دینا چاہتا ہوں جو جماعت اہلسنت کے قیام اور سنی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہے ہم عملی طور پر دوسرے لوگوں سے بہت پیچھے ہیں اور اب ہمیں پورے ملک میں مستحکم بنیادوں پر اپنی تنظیم کرنا ہے اب انشاءاللہ ایسا نہیں ہوگا کہ پودا لگا کر اس کی خبرگیری نہ کی جائے۔ اور بیج ڈال کر اس کی دیکھ بھال نہ کی جائے۔ سنی کانفرنس کے تمام شرکاء کو اپنے علاقوں میں جماعت اہلسنت کی باقاعدہ تنظیم قائم کرنا ہیں۔ پھر تمام شاخوں کے ہفت روزہ یا پندرہ روزہ اجلاس ہونے چاہئیں تاکہ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر تنظیم بنے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شمولیت اختیار کریں۔ مرکز تمام شاخوں کی نگرانی کرے گا۔ اور اگر کوئی کمی محسوس کی گئی تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جامع رضویہ تہذیب الاسلام میں داخلہ شروع ہے

زیر سرپرستی: مولانا مفتی غلام سرور صاحب

زیر اہتمام: انجمن تہذیب الاسلام

شعبہ جات

- ناظرہ قرآن پاک
- حفظ قرآن
- قرأت و تجوید
- درس نظامی

تمام شعبوں میں داخلہ شروع ہے۔ طلباء کی رہائش اور خوراک کا جامعہ کفیل ہے۔

خوش گوار اور پاکیزہ ماحول۔

جامع رضویہ تہذیب الاسلام۔ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

وسیم ممتاز

مولانا حامد علی سے ایک ملاقات

س : قیامِ پاکستان کے لیے اہلِ سنت علماء و مشائخ نے بلاشبہ بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب تک نظامِ مصطفےٰ نافذ نہ ہونے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

ج : دراصل علماءِ اہلسنت کے ذوق کے مالک ہیں کہ ان کا مطمحِ نظر کبھی بھی حکومت پر قبضہ کرنا نہیں رہا۔ اور انہوں نے ہمیشہ نظامِ مصطفےٰ کے لیے حالات کو سازگار بنانے کی کوشش کی۔ تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے کے بعد اہلسنت کا خیال تھا کہ بنیاد قائم ہو چکی ہے اب مسلم لیگ کو موقع ملنا چاہیے۔ کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق۔ نظامِ مصطفےٰ قائم کر سکے اور خود علماء تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف ہو گئے۔ دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کا تحفظ بنیادی کام ہے۔ یہی بنیادی کام علماءؒ نے اب تک کیا اور جن لوگوں نے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں اسلام کو نافذ کریں گے۔ یہ اُن کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرتے ہم پر امید تھے کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد اب نظامِ مصطفےٰ کا نفاذ ضرور عمل میں آ جائے گا۔ لیکن افسوس کہ ہماری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہو سکی۔ قائدِ اعظم اور لیاقت علی خان نے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد کچھ اقتدار کے لیے ایسے حریص نے کہ انہوں نے اسلام کو بھی پشت ڈال دیا۔ سُنی علماء و مشائخ۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی اسلام کے لیے آواز بلند کرتے رہے اور ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ سُنی کانفرنس کے موقع پر خاص طور پر علماء نے اپنا فرض نبھایا اور قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی اپنی حد تک تو ہم نے قوم کو نظامِ مصطفےٰ کے لیے تیار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لیکن دنیا سازی کے مقابل بھی خلوص پر مبنی ہماری کوششیں پوری طرح بار آور نہ ہو سکیں۔ گذشتہ سال جمعیت علماء پاکستان نے تمام جماعتوں کو نظامِ مصطفےٰ کے لیے رضا مند کر کے حالات کو سازگار بنا دیا تھا۔ اور اب بھی ہم اس کے قیام کی خاطر سرگرم عمل ہیں اور انشاء اللہ نظامِ مصطفےٰ نافذ ہو کر رہے گا۔

س : تحریک نظامِ مصطفےٰ میں بے شمار قربانیوں کے باوجود کیا وجہ ہے کہ تحریک کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔

ج : ہم نے پورے طور پر زور لگایا ہوا تھا۔ لیکن مقصد اب تک ہاتھ نہیں آیا۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں نے جو تحریک میں ہمارے ساتھ شریک تھیں۔ نظامِ مصطفےٰ کو دوسرے درجے کی بات سمجھ لیا اور اولیت اپنی جماعت اور اپنی شخصیات کو نمایاں کرنے کو دی۔ اور اس طرح انہوں نے اس مقصد کو دور کر دیا اللہ تعالےٰ سب کو توفیق دے کہ وہ خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کے لیے نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کی پُرخلوص کوشش کریں۔

س : بعض لوگ یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ جمعیت علماء پاکستان نے قومی اتحاد سے علیحدہ ہو کر نظامِ مصطفےٰ سے روگردانی کی ہے کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟۔

ج : یہ الزام غلط ہے۔ جمعیت علماءِ پاکستان نے کئی ماہ تک قومی اتحاد کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی اور افہام و تفہیم اس حد تک آئی کہ جمعیت علماءِ پاکستان کے تمام مطالبات تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگ عہدے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوئے حالانکہ یہ بہت کمتر چیز ہے ان لوگوں کے اسی طرزِ عمل نے اتحاد کو توڑا۔ اگر جمعیت علماءِ پاکستان کی تجاویز پر عمل ہو جاتا تو آج قومی اتحاد میں اس طرح جوتیوں میں دال نہ بٹ رہی ہوتی۔

س : بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نظامِ مصطفےٰ کو موجودہ معاشرے میں فوری طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

ج : جہاں تک اسلامی معاشرے کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک دن میں اس کی بنیاد کی چیزوں کا نفاذ عمل میں آ سکتا ہے اور پھر چند الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے مطابق ہندوستان میں فیصلے ہوتے رہے ہے۔ اور اب بھی اس کو بلا تاخیر نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اگر خلوص کے ساتھ کوشش کی جائے تو ایک دن میں بہت کچھ ہو سکتا۔ اسلامی تعزیرات کا نفاذ بلا تاخیر عمل میں آ سکتا ہے اور اگر حکومت اسلام نافذ کرنا چاہتی ہے تو وہ تمام سرکاری ملازمین سے نماز کی پابندی کرا سکتی ہے اقامت صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا نظام عملاً نافذ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں صرف وعظ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ یہ کام تو ایک عرصہ سے علماء کرام ہی کرتے آ رہے ہیں۔ نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کا نظام نافذ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر ارکان اسلام کو نافذ کر کے منکرات کو ختم کرنے کی سعی کی جائے تو موجودہ معاشرہ بدل جائے گا۔

س : ملتان سنی کانفرنس کن مقاصد کے حصول کے لیے منعقد کی جا رہی ہے۔

ج : اہلِ سنت ملک کا سوادِ اعظم ہیں اور اگر سوادِ اعظم اصلاح پا جائے تو پوری قوم کی اصلاح کی ضمانت مل جاتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سنی ہونے کے باوجود سنیت پر عمل نہیں کرتے۔ اقامتِ سنت ایک بنیادی اہمیت کا کام ہے اور اقامت سنت کا کام اگر ہم نے کر دیا تو دین کا نفاذ عمل میں آ جائے گا۔ اور اسی سے محبتِ رسول محبتِ اکابر اور صحیح خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہو گا۔ سوشلزم اور کمیونزم وغیرہ تمام تحریکیں کافور ہو جائیں گی۔ سُنی کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ سوادِ اعظم کو بیدار کیا جائے اور اقامتِ سنت کے لیے ان کو منظم کیا جائے۔ یہ سیاست سے جدا ایک فعل ہے اور اس جدوجہد میں سرکاری ملازمین بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

س : سُنی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے۔

ج : میرا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو دل سے پیار کریں اور سنتِ رسول کو معیارِ زندگی بنائیں دین پر عمل فی الحقیقت اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک محبتِ رسول پورے جذبۂ فدویت کے ساتھ قلوب میں موجزن نہ ہو۔ ہم سب کو اب اپنے گھروں، بازاروں اور مسجدوں میں ہر جگہ اقامتِ سنت کا کام کرنا چاہیے۔

تنظیم المدارس (پاکستان) کے ناظمِ اعلیٰ

مفتی عبدالقیوم ہزاروی

سے نمائندہ فیضان کی ایک ملاقات

س: ملتان سُنّی کانفرنس کے مقاصد آپ کے نزدیک کیا ہیں؟

ج: جب بھی ملک و ملت کے لیے کوئی اہم موڑ آیا اس قسم کی سُنّی کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ شدھی تحریک کے خلاف اجمیر سُنّی کانفرنس ہوئی، کانگریس کے نرغے سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے بنارس سُنّی کانفرنس ہوئی، سوشلزم کی یلغار کو روکنے کے لیے ٹوبہ سُنّی کانفرنس ہوئی اور اب چونکہ نظام مصطفےٰ کے سلسلے میں لیت و لعل سے کام لیا جا رہا ہے اور اس کی نئی نئی تعبیریں کی جا رہی ہیں سوادِ اعظم اہلسنت کے علماء و مشائخ نظام مصطفےٰ کی غلط تعبیروں اور لادینی تحریکوں کے مقابلے میں عوام کی راہنمائی کا عزم کریں گے۔ اور انشاء اللہ اس کانفرنس کے بعد مقام مصطفےٰ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی تحریک تیز تر ہو جائے گی۔

ملتان سُنّی کانفرنس اس لیے بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ غیر منتخب سیاسی کابینہ کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد بعض عناصر نے ایسے اقدامات کرنے شروع کر دیے ہیں جن سے اہلسنت کے حقوق مجروح ہو رہے ہیں۔ ملتان سُنّی کانفرنس کے موقع پر اہلسنت کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک باقاعدہ لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔

س: اہلسنت کی شیرازہ بندی کے لیے آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

ج: جماعت اہلسنت ایک غیر سیاسی تنظیم ہے اور اس میں مسلک اہلسنت سے وابستہ تمام افراد شامل ہو سکتے ہیں۔ جماعت اہلسنت کے قیام کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے سُنّیوں کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت اہلسنت کی شاخیں ملک کے کونے کونے میں قائم کر کے اس کو بہت زیادہ مضبوط اور منظم کر دیا جائے تاکہ کوئی بھی طاقت اہلسنت کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔

س: آپ کا اندازہ کس حد تک درست ہے کہ سیاسی کابینہ کے بننے کے بعد اہلسنت کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے؟

ج: ہمارے پاس بے شمار ایسی مثالیں اور ثبوت موجود ہیں کہ درود و سلام کو روکنے کے لیے حکومت میں شامل کچھ جماعتوں نے ہمارے مسلک کے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ حال ہی میں لاہور کی مسجد مبارک قلعہ گوجر سنگھ، مسجد عمر سانده کلاں اور غوثیہ مسجد راوی روڈ میں اس قسم کی صورت پیدا ہوئی ہے اور بعض دفعہ تو مسجدوں میں غنڈہ گردی کر کے سُنّیوں کو دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا۔ اور انھوں نے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ یہ ایسی صورتِ حال ہے جسے اہلسنت کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف یہ عالم ہے کہ دیوبندیوں کی کئی مساجد محکمہ اوقاف سے واگذار کروائی گئی ہیں۔ یہ صرف اس لیے ہو رہا ہے کیونکہ دیوبندی اور نجدی منتخب ہوئے بغیر کرسیٔ اقتدار تک پہنچ گئے ہیں۔

س: تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ تنظیم کس حد تک منظم ہو چکی ہے؟

ج: تنظیم المدارس اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب اور سندھ کے علاوہ سرحد اور بلوچستان میں بھی منظم ہو چکی ہے اور چاروں صوبوں کے ۱۴۰ مدارس اس سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ تنظیم علماء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے ساتھ ساتھ مسلک اہلسنت کے فروغ کے لیے کئی اور محاذوں پر بھی سرگرم عمل ہے۔ میں نے خود سرحد اور بلوچستان کے کئی دورے کیے ہیں اور وہاں جا کر اپنے مسلک کے لیے فضا کو سازگار بنانے کی حتی الوسع کوشش کی ہے ہماری ان کاوشوں کے نتیجہ میں خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ جہاں تک ملتان سُنّی کانفرنس کا تعلق ہے اس کے انعقاد کے سلسلے میں بھی تنظیم المدارس نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

مدرسہ حنفیہ رضویہ **اکرم العلوم** زیرِ تعمیر ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ قائم ہو چکا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سو طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ شعبہ تجوید و قراءت کا قیام بھی زیرِ غور ہے۔ مدرسہ کے ساتھ عظیم الشان مسجد فیضِ مدینہ تعمیر ہو چکی ہے اور نامور عالم دین مولانا محمد اکرم رضوی خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

نوٹ: لڑکیوں کے لیے حفظ و ناظرہ کا علیحدہ باپردہ انتظام کیا گیا ہے ۱۳۰ طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ مخیر حضرات دستِ تعاون بڑھا کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

اراکین انجمن احناف رجسٹرڈ مرکزی جامع مسجد فیضِ مدینہ محلہ فیضِ مدینہ (پرانی آبادی) کامونکے ضلع گوجرانوالہ۔ رابطہ فون نمبر ۲۲۱

محمد صادق قصوری

مراد آباد سے ٹوبہ ٹیک

سُنّی کانفرنس کی منزل بہ منزل داستان

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا، گو ناگوں مصائب و آلام نے گھیرا اور حوادثِ ناگہانی نے زندگی اجیرن کر دی تو ہمارے علماء و مشائخ نے اس محاذ پر ملت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا اور قوم کو اس کی منزلِ گمگشتہ کا راہرو بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تاریخ کے صفحات ان کے روشن کارناموں سے مزین نظر آتے ہیں ؎

جو کام جذبِ شوق میں دیوانے کر گئے
وہ زندگی عشق کے افسانے بن گئے

تحریک خلافت کے اختتام تک ہندوؤں نے اپنی عیاری، مکاری اور چالاکی سے کئی مسلمان علماء اور لیڈروں کو اپنا اسیر کر لیا تھا اور انہیں طمع و لالچ دے کر سواد اعظم کے افکار و نظریات سے برگشتہ کر کے مکمل کانگرسی بنا دیا۔ اور پھر یہ لوگ اہل سنت و الجماعت کو مشرک و بدعتی گردانتے لگے۔ ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ ان کو حرص اور لالچ دے کر جو چاہے کرایا جا سکتا ہے تو انہوں نے [illegible] کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو یا تو مرتد ہونے یا ان کا قتل عام کیا جائے۔ تا کہ ع

نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

۲۵-۱۹۲۳ء میں جو شدھی تحریک چلی اس کا پس منظر یہی تھا۔ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے علماء حق میدان عمل میں دیوانہ وار کود پڑے اور اس خبیث تنظیم کو نیست و نابود کر دیا۔ سلطان ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری، مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی (والد گرامی مولانا شاہ احمد نورانی) مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خاں، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی و دیگر بے شمار علماء و مشائخ نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے اس فتنے کو کچل دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اپنی قائم کردہ انجمن خدام الصوفیہ کے پلیٹ فارم سے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، ان کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہزاروں روپے اپنی جیب خاص سے صرف کئے۔ سینکڑوں علماء پر مشتمل وفود بھیجے۔ کئی مدرسے قائم کئے اور خود ایک عرصہ تک آگرہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر کے مقام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کا حق ادا کیا ؎

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت رضائے مصطفےٰ اور حضرت میر غلام بھیک نیرنگ نے اپنی انجمن تبلیغ الاسلام انبالہ کے پلیٹ فارم سے شدھی تحریک کو کچلنے کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ آخر کار الحق یعلو و لا یعلیٰ کی جلوہ گری ہوئی اور سردھانند کا زور ٹوٹا اور ہزارہا مرتد داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچا لیا گیا۔

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا، گورو گوکل کی تحریک چلائی، جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گوشے کالج، انجمنیں قائم کئے جائیں جن میں نو عمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ تربیت دے کر ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت کا جذبہ ابھارا جائے۔ ان حالات میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نظریہ قائم کیا کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا پرچار کر رہے ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو خون کی ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہو گا۔ چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجھوڑا اور انہی کو ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا، اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی تو پھر جو انجام ہونا ہے، اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ملک کے تمام اعاظم و اکابر اہلسنت علماء و مشائخ کو مراد آباد مدعو کیا ؎

آپ کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے کونے کونے سے علماء و مشائخ [illegible] مراد آباد پہنچے ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو یہ عظیم الشان و عدیم النظیر اجتماع بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں غور و خوض کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اور متفقہ طور پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو صدر اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

۱۔ اصل حیات صدر الافاضل از حکیم [illegible]

غلام معین الدین نعیمی، لاہور طبع دوم،
صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱)

اس کانفرنس میں جو تجویزیں پاس ہوئیں ان کے چند شعبے ہیں - (۱) ... حاروں کے متعلق - دوسرے مرکزی کمیٹی کے متعلق - تیسرے مقامی امور کے متعلق - چوتھے ان حوادث کے متعلق جن میں سکوت کانفرنس کے نزدیک جائز نہ تھا - دوسرے امور کے متعلق جو تجاویز پاس ہوئیں، ان کا خلاصہ اور اجمالی نقشہ یہ ہے کہ جس کو حضرت مولانا شاہ احمد میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی) نے جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا تھا۔

۱- یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہل سنت و الجماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲- اس جلسہ کی رائے میں جا بجا تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳- اس جلسہ کے خیال میں سردست مراد آباد میں مرکزی کمیٹی کا قائم رہنا ضروری ہے۔

۴- یہ جلسۂ عام اس قانون پر اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے، ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے سنگِ راہ خیال کرتا ہے۔

۵- یہ اجلاس عام بادشاہ دولتِ خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ کے قتلِ مرتدین کو عین مطابق شرعِ مبین پاتا ہے اور اجرائے حدود شرعیہ پر ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ جن اخباروں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس خلافِ شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶- یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا ہلاک قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریحی مذہبی مداخلت ہوگی۔ جس کو مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیئے۔

اس قسم کے بہت سے ریزولیشن پاس ہوئے۔ جن میں سب سے اہم وہ تجویز تھی، جس میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔ اور سنی مسلمانوں کو امسال سفر حج سے بخوف بے امنی روکا گیا تھا۔ نیز ایک ریزولیشن میں پریذیڈنٹ بنگال کانگریس کے ان موذی اور اشتعال انگیز کلمات پر اظہار نفرت کیا گیا، جو اس نے مرزائیوں کی تائید کی آڑ میں اسلام و قرونِ اوّل کے بارے میں استعمال کئے تھے۔ جن سے سات کروڑ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اس کانفرنس کے موقع پر جو فی البدیہہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ شائقین حضرات اس نادر خطبہ کو سیرتِ امیر ملت اور ملفوظاتِ امیر ملت میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(رسالہ ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف
بابت شوال المکرم ۱۳۴۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء)

اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں دوسری آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد بدایوں (یوپی) میں ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت کے لئے حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں بریلوی اور ایک دوسرے بزرگ کے درمیان انتخاب ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام اکثریت کے ووٹوں سے صدر چنے گئے۔ جب آپ کا انتخاب مکمل ہو گیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ۔

"میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کو کرسی صدارت پیش کرتا ہوں۔ میرے حمایت کرنے والوں کے ووٹ اور میرا اپنا ووٹ حضرت کے لئے ہے۔ صدارت کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اتنا کام نہیں کر سکتا اور حضرت پیر صاحب حضرت کام کرنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا سب سے درخواست ہے کہ آپ صدارت قبول فرمائیے"۔

اس پر ہر طرف سے تائید کی ... بلند ہوئیں اور حضرت قبلۂ عالم امیر ملت قدس سرہٗ اتفاق رائے سے صدر منتخب ہو گئے۔

اس موقع پر آپ نے جو فی البدیہہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، اس کے ایک ایک لفظ سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتحاد و یگانگت تنظیم اور حق و صداقت کی خاطر مر مٹنے کا درس ملتا ہے۔ یہ عدیم المثال خطبہ صدارت سیرت امیر ملت کے صفحہ ۵۸۲ تا ۵۸۷ پر موجود ہے۔ یہاں صرف ایک دو بہرے نقل کئے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واگزاری کے لئے اپنی ناچیز خدمات قوم کے سامنے پیش کی ہیں، میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یاران طریقت نے مجھے اجمیر شریف بلایا۔ ارباب شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا۔ خدا کرے کہ جیسے طریقت میں بہ نگاہِ حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فروعی سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصول

پریٹی ریچو ـــ سُوٹنگ
ـــ حسین اور دلفریب رنگوں میں ـــ
نوجوانوں کی پسند کا نایاب سُوٹنگ ۔ تمام سُوٹنگوں سے افضل سُوٹنگ ۔ پریٹی ریچو
ہر ایک کی زبان پر صرف پریٹی ریچو کا نام ہے۔
تیار کردہ: اَل اسلم ٹیکسٹائلز کراچی
سٹاکسٹ
رشید برادرز ہول سیل کلاتھ مرچنٹ دکان نمبر ۴۷
نواب بازار اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور، فون: ۶۰۳۴۴

بنارس سنی کانفرنس میں مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کا اعلان کیا گیا

کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں"۔

(رسالے سیرت امیر ملت صفحہ ۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۱)

اجمیر شریف میں حاضری اس لئے بھی مفید تھی کہ وہاں خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ مصلے پر بیٹھنے والے کا مدعا بھی وہی تھا جو غازی شہاب الدین غوری صاحب کا تھا۔ کاش علماء سیاسی لیڈر شہاب الدین غوری بن جائیں۔ صوفی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں۔ اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس کفرزار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی لمحات اس کار خیر کے لئے وقف کر دوں ؎

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سوچا ہے یہی
درد مندانِ محبت کا تقاضا ہے یہی

پھر آپ نے علماء کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"علمائے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن ہر منصب کی چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے۔ مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے سنئے رب العزت فرماتا ہے۔ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (ترجمہ) (آپ فرمایئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم والے نہیں) کس قدر موثر پیرایہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر قربانی و ایثار اور فکر و تدبر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبہ و عمامہ اسی کے لئے روز قیامت پھانسی کا رسہ ثابت ہوگا۔

عالم کا وصف عند اللہ یہ ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (ترجمہ) (اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر کہ رمز مصطفےٰ فہمیدہ است
شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اگر عالم انگریز کے رعب و جلال سے ڈر کر اس کے سامان حرب و ضرب سے گھبرا کر حق کی حمایت نہیں کرتا تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ ہے۔ اگر عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے سکھ ناراض ہو جائیں گے یا ہندوؤں میں اس کا وقار کم ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کر۔

مزید فرمایا کہ:۔

"اے عالمانِ دین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ دین کی حمایت کرنیوالو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے سولینی حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے اور اٹلی کو اپنی بلند پروازیوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے۔ کیا دنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔ تو مکان ہتانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ وہابیت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ یہ اماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا وظیفہ اظہار حق سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (ترجمہ) (اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو) اور ثمن قلیل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نعرہ حق بلند کرو۔ تاکہ رب جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل حاصل ہو جائے۔ ا؎

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰، اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ اور ڈیڑھ لاکھ عوام اہل سنت نے شرکت کی۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آ گئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالیہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے ارشاد فرمایا تھا، وہ ایک عظیم شاہکار ہے۔ اس تاریخی اجتماع کی صدارت بھی حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، نے فرمائی۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع، پاک و ہند میں کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

اس عظیم الشان اور فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرارداد بلا اتفاق منظور کی گئی۔

قرارداد برائے پاکستان

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

قرآن پاک کی اشاعت
میں سرمایہ لگا کر
معقول ماہانہ منافع حاصل کریں
تفصیلات مفت
قرآن کمپنی لمیٹڈ
۳۸۔ اردو بازار لاہور۔ فون ۶۸۷۱۸ ۵۳۸۴۹

(۱) حضرت شاہ سید ابو الحامد سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی (۲) حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۳) حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی (۴) حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (۵) حضرت مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی (۶) حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی (۷) حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور (۹) حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیال شریف (۱۰) حضرت پیر عبد الرحمان بھرچونڈی شریف (۱۱) حضرت پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حضرت الحاج بخشی مصطفےٰ علی خاں مدراس (۱۳) حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد لاہور۔

۳۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لئے جائیں گے

تاریخ شاہد ہے کہ اس کانفرنس کے بعد پورے ملک میں شہر شہر اور گاؤں گاؤں سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اور عوام کو پاکستان کے حصول کے لئے تیار کیا گیا حتی کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو ہم نے سورج سے بھی روشن منزل کو پالیا۔

(سلسلہ حیات صدر الافاضل صفحہ ۱۸۹

سیرت امیر ملت صفحہ ۴۷۵)

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بد اعتقادی کا ہونا چونکہ ایک فطری امر تھا۔ اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا، تو تنظیم کے لئے گوناگوں خدشات تھے اور یقیناً دونوں ملک تشویش کی نظر سے دیکھتے۔ اس لئے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا اور اس کا نام بدل کر "جمعیت علماء پاکستان" رکھ دیا گیا۔ اور حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد سابق صدر پنجاب سنی کانفرنس کو مرکزی صدر اور حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کو مرکزی ناظم اعلیٰ نامزد کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں سنی کانفرنس کی تنظیم جمعیت علماء پاکستان کے نام سے موسوم ہوگئی۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات کا مرحلہ آیا تو یحیی خان کی بزدل حکومت کے سبب کمیونسٹوں، سوشلسٹوں اور ملک دشمن عناصر نے نظام مصطفےٰ اور مقام مصطفےٰ کے خلاف کھلم کھلا ہرزہ سرائی شروع کردی۔ اسلام دشمن طاقتوں اور کانگرسی ذہنیت رکھنے والے لوگوں نے ملک میں ادھم مچا دیا۔ یہاں تک کہ مولانا عبد الحمید خاں بھاشانی نے اپنی جماعت نیشنل عوامی پارٹی کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۲۳ مارچ کو کسان کانفرنس منعقد کرکے شہر کا نام لینن گراڈ رکھ دیا اور اس کانفرنس میں اسلام اور وطن عزیز کے خلاف خرافات بکی گئیں۔ اور اعلان کیا گیا کہ اس ملک میں سوشلزم کی حکومت ہوگی۔

اپنے آپ کو محافظ اسلام کہلانے والے اور اسلام کے ٹھیکیدار مولوی منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھ گئے۔ سوشلسٹوں نے شریف شہریوں کی زندگی دوبھر کر

اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جسے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے نامور علماء اسلام کی عظیم جماعت نے ترتیب دیا۔

- زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا بے نظیر مجموعہ۔
- حاشیہ پر فتاویٰ بزازیہ اور قاضی خان کی موجودگی نے اس مجموعہ کی افادیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

آج ہی طلب فرمائیے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

نورانی کتب خانہ —— بازار قصہ خوانی، پشاور

آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا گیا

دی۔ مفتی محمود صاحب اپنی پوری جماعت سمیت کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کی گود میں کھیلنے لگے تو لوگ حیران تھے کہ کیا اب اس ملک سے اسلام کا نام ختم ہو جائے گا۔ ناگاہ علمائے اہلسنت نے انگڑائی لی اور وقت کے اس عظیم اور خطرناک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سنی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۱۳-۱۴ ؍جون ۱۹۷۰ء کو ملک کی یہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی، اور خوب ہوئی۔

اس کانفرنس میں پشاور سے لے کر کراچی تک کے علماء و مشائخ نے شرکت کی جن کی تعداد پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ پانچ چھ لاکھ سے زائد فرزندان توحید نے شرکت کر کے کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیا۔ دو روز تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کی فضائیں اللہ اکبر اور درود و سلام کی روح پرور صداؤں سے گونجتی رہیں۔

اس کانفرنس میں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ تمام علماء و مشائخ نے مذہب و ملت کے دشمنوں کو للکارا، سوشلزم اور کمیونزم کا ناطقہ بند کرنے کا عہد کیا۔ اس کانفرنس کے مختلف اجلاسوں کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۳؍ جون کو سہ پہر چار بجے پہلا اجلاس حضرت مولانا پیر محمد قاسم مشوری (سندھ) کی زیر صدارت شروع ہوا۔ جس میں حضرت سلطان باہو کے سجادہ نشین بہاولپور کے جہان خصوصی اور حضرت پیر فضل عثمان مجددی بھی شریک تھے۔ سٹیج پر سینکڑوں جید علماء اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ علامہ محمود احمد رضوی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور اعلان کیا کہ کانفرنس میں شریک پانچ ہزار سنی علمائے کرام، مشائخ عظام اور لاکھوں فرزندان توحید پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام قبول نہیں کریں گے۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ خدا بخش اظہر شجاع آبادی نے واشگاف الفاظ میں اس امر کا اظہار کیا کہ جمعیت علماء پاکستان اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرے گی اور یہ ملک سوشلزم کا مدفن ثابت ہوگا۔ مقررین نے اعلان کیا کہ آئندہ انتخابات میں جمعیت بھرپور حصہ لے گی اور صرف اسلامی کردار کے حامل افراد کو ہی کامیاب ہونے دے گی۔

دوسرا اجلاس دن بجے رات مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، میاں غلام قادر مولانا ابو داؤد محمد صادق، پیر مطیع الرحمان ڈھاکہ و دیگر علمائے کرام نے اسلام اور اشتراکیت کے بنیادی نظریاتی اختلاف پر روشنی ڈالی۔ اور دینی نظام لانے والی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔

۱۴؍ جون کے اجلاسوں سے علامہ محمود احمد رضوی مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ عارف اللہ میرٹھی، مولانا مختار الحق صدیقی پیر صاحب دیول شریف، مولانا سعادت علی قادری، خواجہ محمد قمر الدین سیالوی پیر محمد قاسم مشوری، حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور سوشلزم کو کفر قرار دیا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دار الاسلام کے نام سے تعبیر کیا۔

اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ کانفرنس نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے موثر کارروائی کرے۔ بھارتی حکومت اگر اس سلسلے میں کوئی معقول رویہ اختیار نہیں کرتی تو اس سے سفارتی تعلقات ختم کر لئے جائیں۔ مزید برآں بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو پناہ دینے کے لئے ان پر پاکستان کی سرحدیں کھول دی جائیں اور ان کے مستقبل تحفظ کے لئے مشرقی پنجاب، مغربی بنگال اور آسام کے علاقے بھارت سے حاصل کئے جائیں۔ اگر یہ مقصد پر امن ذرائع سے حل نہ ہو تو حکومت پاکستان بھارت کے خلاف اعلان جہاد کرے۔

۲۔ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کی گئی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کشمیر کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے، اور کشمیریوں کو یقین دلایا گیا کہ پاکستانی عوام ان کے دوش بدوش بھارتی جبر و استبداد کے خلاف جنگ لڑیں گے۔

۳۔ کانفرنس نے یہودیوں کی جارحانہ کارروائیوں اور بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا اور اعلان کیا کہ قبلۂ اول کی آزادی کے لئے سنی عوام اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ بھرپور قربانی دیں گے۔

۴۔ کانفرنس نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالف جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ مزید برآں ایسی سیاسی جماعتوں کو جنہیں بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے۔ ان کا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ۱۹۶۲ء کے تحت محاسبہ کیا جائے۔

۵۔ کانفرنس نے واشگاف انداز میں یہ اعلان کیا کہ سواد اعظم، اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے۔

۶۔ اجلاس نے حکومت پر زور دیا کہ امریکی سفیر متعینہ پاکستان کو واپس بھیج دیا جائے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں پمفلٹ تقسیم کئے ہیں جن میں مشرقی و مغربی پاکستان سے علیحدگی کے لئے جذبات کو ابھارا گیا ہے۔ اجلاس نے امریکی سفیر کی سرگرمیوں کو ملکی سالمیت کے خلاف ایک چیلنج قرار دیا۔

۷۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ عائلی قوانین خلافِ اسلام، نسبندی اور دیگر خلاف اسلام قوانین کو منسوخ کیا جائے۔

۸۔ محکمہ اوقاف کی مساجد سے جن سنی علماء کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ ان کو بحال کیا جائے اور فوجی یونٹوں میں سنی علماء کا تقرر کیا جائے۔

۹۔ اجلاس نے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیر علی خاں سے مطالبہ کیا کہ ریڈیو، ٹی وی پر فحش اور عریاں پروگراموں کی اصلاح کی جائے۔ دینی اخلاقی اور قومی پروگراموں کی ترویج کی جائے۔

۱۰۔ مشرقی پاکستان میں جلاؤ اور گھیراؤ کے پرچار کی مذمت کی گئی اور اس کے مرتکب افراد کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کیا گیا۔ اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ ملکی امن کے دشمنوں سے کوئی نرمی روا نہ رکھے اور ان کے خلاف مارشل لاء کی شمشیر کو حرکت میں لایا جائے۔ جمعیت نے امن و امان کی بحالی کے لئے ایک رضاکار کور قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا جو ملکی سالمیت کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرے گی۔ (۱)

(۱) روزنامہ نوائے وقت، ندائے ملت مشرق، کوہستان، امروز لاہور بابت ۱۴، ۱۵ ؍جون ۱۹۷۰ء)

محمد جلال الدین قادری

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

پس منظر ــــ اور ــــ مقاصد

ہندوستان میں سوادِ اعظم کی غفلت اور انتشار کے باعث مسلمانوں میں نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے اور مکار ہندوؤں نے تمام اسلامیان ہند کو ہندو بنا دینے یا انہیں ملک سے نکال پھینکنے کے لئے دامِ ہمرنگ زمین بچھا دیا تھا۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے کبھی شدھی کی شکل سازش کی جاتی اور کبھی سنگٹھن کی صورت میں مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے کبھی اذان کو بہانہ بنایا جاتا اور کبھی گائے کی قربانی کو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں مساجد کا انہدام اور قرآن پاک کی توہین روز مرہ کا معمول بن چکی تھی۔ ہندو کے اشارے پر کچھ نام نہاد مسلمان ہجرت اور عدم تعاون کی تحریکیں چلا کر برصغیر میں مسلمانوں کی قوت کو کمزور تر کرنے کے لئے کوشاں تھے سوراج اور آزادی کے نام پر گاندھویت کو مسلط کیا جا رہا تھا۔ تعلیمی اداروں پر ہندوؤں کا تسلط تھا اور عقائد اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لئے واردھا سکیم اور ودیا مندر سکیم جیسے منصوبے اپنائے جا رہے تھے اور متحدہ قومیت کے نام پر مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی تھی۔

ان حالات و واقعات نے سنی علماء و مشائخ کے قلب کو تڑپا کر رکھ دیا اور ان منظم بوتروں نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک پرچم تلے متحد ہو کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ اغیار کے ظلم و استبداد کے خلاف فریاد کرنے والوں کو فریاد رسی کے منصب تک پہنچا دیں۔ حوادث واقعات کی گھنگھور اور بھیانک گھٹاؤں کی برق شرربار کو معدوم کر دیں۔ غلامان مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خوابِ غفلت کی تیرگی کو اللہ و رسول (جل وعلیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے کافور کر دیں۔ کانگریسیوں، احراریوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں۔ ان لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار ہو چکے تھے، سوادِ اعظم کے قافلے کے ساتھ ملا دیں۔ اسلامیان ہند کے قلب حزیں کو صبر و سکون، اتحاد و وداد، نظم و ارتباط اور دنیوی اعزاز عطا کریں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پرواہی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے "ایک مرکز" ہو جو ہر معاملہ میں ان کی راہنمائی کرے معاملات ملکی ہوں یا سیاسی، معاشرتی یا اقتصادی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، غرضیکہ ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

مذکورہ بالا صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے سنی علماء و مشائخ نے سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے اکابر اور عامتہ الناس کو خالص سنی اجتماع کے لئے دعوت دی چنانچہ اہل سنت کا بے نظیر اجتماع، برصغیر کے سنیوں کا اجلاس اور خالص ایوان سنت کا آغاز الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ، یعنی آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے موسوم کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس ۲۰ شعبان تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء منعقد ہوا۔ سنیوں کی اس مرکزی، قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی دردمندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی مساعی بالخصوص قابل ذکر ہیں

علامہ عبد المصطفےٰ ازہری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان "دو علماء اہلسنت اور سیاست ہند" تین روزہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدامات کو تاریخی طور پر ثابت کیا۔ اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا۔

(الف) سنہ ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبۂ پاکستان

اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں

"تحریک خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر غیر منظم تھے بلکہ انتہائی غفلت و جمود کا عفریت ان پر مسلط ہو چکا تھا۔ ادھر ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا۔ بین الاقوامی آویزش و سیاسی مصالح کی بنا پر ہندو مہاجنوں اور انگریز ساہوکاروں میں حکومت کا سودا ہو رہا تھا۔ شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس برصغیر کی بساط سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جاہ و جلال، عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی۔ ادھر علماء دیوبند جمعیت العلماء ہند مثل برلا و ڈالمیا کی تجوریوں کا شکار بن چکی تھی اور اپنی دسیسہ کاریوں کی بدولت عین میدان جنگ میں مسلم افواج کے اندر انتشار و رخنہ اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی۔ ایسے حال میں مسلم لیگ، علماء اہل سنت کے محبوب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی۔ مسلمان راہ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا۔ اسے صحیح راہِ عمل نہیں مل رہی تھی۔ وہ ہر سراب کو چشمۂ آب حیواں اور ہر چمکدار کو گوہر تاباں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا منحوس چہرہ دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ جہد للبقاء کے عمل میدان میں فوج مسلم کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمر ہمت ٹوٹ جاتی، کہ نصرت الٰہی نے فوج مسلم کی دستگیری کی اور عین اس وقت علماء اہل سنت، جمہوریت اسلامیہ نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانان ہند کی ایسی صحیح بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ زر پاشیوں اور غداران ملک و ملت کی انتہائی غداریوں کے علی الرغم پاکستان کے مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیائے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست اثر و رسوخ اسلامی سیاست و مطالبۂ پاکستان کو حاصل ہے

مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا اتحاد مخالفین پاکستان کے لیے کوہِ گراں ثابت ہوا

علماء و مشائخ اہل سنت کی سیاسی جمیعۃ کا سرچون سنت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ، سنی کانفرنس ہے
(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

آل انڈیا کانفرنس کے مقاصد کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱:۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کے کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔

۲:۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں رابطہ پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا

۳:۔ برصغیر کے تمام شہروں، قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۴:۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجرا

۵:۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔

۶:۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔

۷:۔ انگریزی خواں طلبا کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص انتظام کرنا۔

۸:۔ مزدوروں اور پیشہ ور افراد کے لئے شبینہ مدارس جاری کرنا۔

۹:۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا۔ ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں سے ہی اشیاء خریدنے کی طرف رغبت دلانا۔

۱۰:۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور غیر اقوام سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔

۱۱:۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض ادا کرنے کے طریقے۔

۱۲:۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذرائع معاش تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا۔

(ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد ج ۲ ذوالقعدہ ۱۳۴۵ھ/مئی ۱۹۲۷ء)

آل انڈیا کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے۔ شہر شہر، قریہ قریہ تنظیمیں بنیں۔ مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہتے۔ سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف پروگرام منعقد ہوتے رہے جو اس کے وسیع و عریض مقاصد پر شاہد ہے۔

جن پروگراموں کے ذریعے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی ان میں چند یہ ہیں۔

۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس
۴۔ اہل سنت وجماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس
۵۔ مدارس اہلسنت کے جلسہ ہائے تقسیم اسناد و دستار فضیلت
۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۷۔ گیارھویں شریف کی محافل
۸۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ
۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس
۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابرین کے تبلیغی و اصلاحی دورے

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی۔ اس لئے اس کے عہدے دار و کارکنان مسلم لیگ کے قابل ذکر عہدے دار بھی تھے۔ مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے درمیان تعاون و یکجہتی قیام پاکستان کے مخالفین کے مقابلے میں کوہ گراں ثابت ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں کی حیثیت یک جان و دو قالب کی سی تھی اور ان کے اکثر مشترکہ اجلاس منعقد ہوتے تھے۔

مورخین، محققین اور تاریخ "تحریک پاکستان" سے شغف رکھنے والے
وطن دوستوں کے لئے
نادر معلومات اور بیش قیمت حقائق کا لازوال خزینہ

خطبات آل انڈیا سُنی کانفرنس
۱۹۲۵ء ——— ۱۹۴۷ء
(صفحات ۳۵۰) (قیمت ۲۱ روپے)

مرتبہ: محمد جلال الدین قادری

جس میں تحریک پاکستان کے گمنام گوشوں پر سے پردہ اٹھایا گیا ہے،
دورِ حاضرہ کی اس عظیم تصنیف میں

○ نظریۂ پاکستان کا حقیقی پس منظر
○ علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت
○ وطنیت پرست علماء کے کردار پر حقیقت پسندانہ تبصرہ
○ آل انڈیا سُنی کانفرنس ——— دو قومی نظریہ کی داعی جماعت قیام کے اسباب و عوامل
○ آل انڈیا سُنی کانفرنس ——— اور تجویز تقسیم ہند
○ خطبات آل انڈیا سُنی کانفرنس ——— برصغیر میں پیش آمدہ حالات کا تجزیہ مسلمانوں کا ملی دستور العمل
○ قائد اعظم کا علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ملی خدمات کا اعتراف

نفیس کتابت، دیدہ زیب طباعت، اعلیٰ کاغذ، مضبوط اور خوبصورت جلد

ملنے کا پتا: مکتبہ رضویہ، ریلوے روڈ گجرات

راجا رشید محمود

سُنّی کانفرنس کے شرکاء کیلئے خاص مضمون

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

علمِ تحریر و قلم کا نفوذ مسلّم ہے آج کل زیادہ تر سر کے سیف خامہ سے سرگرم تھے ہیں ۔ جس کے ہاتھ اس کے ہتھیار سے لیس ہوں، لوگ اس کے بیگانوں کی فہرست میں شامل ہونے میں عافیت سمجھتے ہیں ۔ اس کے بیگانوں میں ہونا اپنے سکون و طمانیت کا دشمن ہونا ہے ۔ ہم نے ایسے صاحبانِ قلم سے جو حالات کے رخ کو سمجھتے ہیں، قلم اور اس کی سطروں کی قسم کھا کر اپنے ذاتی اور گروہی یا جماعتی مفادات کی خاطر دنیا میں سرخروئی اور سرفرازی کے لیے خامہ فرسائی کرتے ہیں ۔ بڑے بڑے کو لرزتے دیکھا ہے ۔ یہ حقیقت راز کی حیثیت نہیں رکھتی کہ پگڑی اچھالنے والے قلمکاروں کو اربابِ زر سے حصولِ مراد کی خاطر کوئی خاص تردد نہیں کرنا پڑتا اور اپنے دھڑے، گروہ یا جماعت کو اچھالنے اور اجالنے میں معروف اہلِ قلم نے عامۃ الناس سے لوہا منوا لیا ہے ۔ فرنگی سے کچھ حضرات نے یہ سبق سیکھا ہی نہیں "۔۔ اپنی روح و جان میں سمو لیا ہے کہ جھوٹ اتنا بولو، اس قدر تواتر و تسلسل سے بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے اور عوام اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں ۔ جن لوگوں نے اس "نسخۂ خاص" کو حرزِ جاں بنایا ہے وہ "تاریخ ساز" بن گئے ۔ یعنی وہ خود تاریخ گھڑنے میں مصروف ہیں اور وسائل کی کثرت نے اور اس احساس کی شدت نے کہ مغرب سے درآمد کردہ اس دوا سے "تنِ مردہ" میں جان ڈالی جا سکتی ہے" ۔ وہ قلم کی کاریگری سے گھاس کاٹنے میں شبانہ روز مصروف ہیں ۔

جن لوگوں پر مغرب کے اس "نسخۂ جاں بخش" کا جادو ہنوز اس کی دوسری سحر آفرینیوں کی طرح نہ چلا، جنہیں درآمدی افکار سے کبھی شغف نہیں رہا ۔ جنہیں اسلام کی حقانیت پر اور اس راہِ صواب کی راستی پر پختہ یقین ہے جس پر وہ اور ان کے آبا چلتے رہے ہیں اور گامزن ہیں، وہ تا "کے دوسرے گورکن بلوں کی طرح اس نسخے سے بھی نفرین ہے اس پر راہ چلنے والوں کو انہوں نے اچھا نہ سمجھا ۔ مگر اپنی ناکردہ کاری کی وجہ سے یہ بھی نہ کیا کہ اپنے کارناموں کو، اپنی کارکردگیوں کو، انہوں نے حالات کو ضبطِ تحریر میں لاتے انہوں نے جب تحریک سلطنت پر جھوٹ کی حکمرانی دیکھی تو گوشہ نشین ہو گئے ۔ ۔۔ اور میرے نزدیک ان کی یہ "بے عملی" لائقِ تحسین نہیں انہوں نے "عمل" اسی کو سمجھا کہ دین و ملک پر ابتلا و آزمائش کے ہر دور میں لوگوں کی درست سمت میں راہنمائی کی ۔ اسلام یا اسلام کو ایک معنی بنانے کی خاطر کوئی مملکت حاصل کرنے کی تگ و دو میں یا غیروں کی غلامی سے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر یا اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کو منوانے کے لیے یا تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کے مقصد کے حصول میں جب بھی کسی قربانی کی ضرورت پڑی ۔ انہوں نے جان، مال اور آبرو کو نثار کر دیا ۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں پڑھی ۔ انہوں نے جان و مال و آبرو کو نثار کر دیا ۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کو کارِ بے خیر جانا اور اس سے نفور رہے

قرطاس و قلم کی دنیا میں جھوٹ کی عملداری سے نفرت بجا تھی مگر اس نفرت کے اظہار کا یہ طریقہ کہ قرطاس و قلم کی دنیا سے اپنی قربانیاں، اپنے کارنامے بھی الگ رکھے جائیں مناسب نہ تھا ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ باطل کی طرح حق کا بھی اس معرکۂ کارزار میں کود پڑتا اور "اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَہُوْقًا" کے مصداق باطل کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑتی

ہماری اس ناکردہ کاری نے قلم و کاغذ کی عصمت سے کھیلنے والوں کو یہ حوصلہ بخشا ہے کہ وہ تنکے کو خزاں زدہ بچوں سے تشبیہ دینے لگے ہیں اور امربیل کو بہارِ چمن کا باعث گردانتے ہیں ۔ سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کو "فرقہ" کہہ کر وہ دین و شعائرِ دین کا مذاق اڑانے میں دیدہ دلیر ہیں ۔ انہیں وسائل کی بہتات اور تحریر کردہ صفحات کی کثرت نے گویا حقائق کا منہ چڑانے کی کھلی چھٹی دے دی ہے سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اصحاب کے طریق پر عامل لوگوں کو حق پر قرار دیا ۔ آقا نے فرمایا کہ جب امت میں اختلاف رونما ہو تو تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرو ۔ اس کے علاوہ ہر جدید طریقہ صریح گمراہی ہے ۔ پھر فرمایا تم سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو ۔ جو اس سے جدا ہوا ۔ وہ جہنمی ہے ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں ہے کہ "سوادِ اعظم جماعتِ کثیر سے عبارت ہے ۔ اس سے مراد وہ ہے جس پر اکثر اہلِ اسلام ہیں" یعنی سرکارِ دو عالم فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ارشادات کے مطابق قرآن و سنت اور جماعت کی پیروی کرنے والی بڑی جماعت اہلِ سنت و جماعت حق پر ہے ۔ لیکن کچھ لوگوں کو سرکار کے احکام و ارشادات کے علی الرغم اپنے قلم کے زور پر یہ زعم ہو چکا ہے کہ وہ اسّی فیصد اہلِ اسلام کو جو آقا اور ان کے ساتھیوں کے نام لیوا اور پیرو ہیں گمراہ کہہ دیں، فرقہ قرار دے دیں اور اپنے آپ کو حق پر سمجھیں یا منوائیں ۔

خالق و مالکِ حقیقی کی بنائی ہوئی ہر چیز اہم بھی ہے اور مفید بھی ۔ مگر اس کی افادیت کا تعلق ہمارے طریقِ استعمال سے ہے ۔ جیسے ہمیں خدا نے آنکھیں دی ہیں ان سے نیک لوگوں کو دیکھیں ۔ انہیں اچھے کاموں کے لیے استعمال کریں تو یہ اچھی ہیں بصورتِ دیگر ان کا غلط استعمال ہی انہیں ہمارے لیے مضر بنا دیتا ہے ۔ اسی طرح انسانی جسم کی ہر چیز ہے، کائنات کی ہر چیز ہے کہ اس کا استعمال ہی ہمیں راستی یا کجی سے ہمکنار

کرتا ہے۔ خداوندِ کریم و رحیم نے قلم تخلیق کیا۔ تو خود اس کی قسم کھائی۔ قلم کی تحریر کی قسم کھائی۔ اس سے قلم کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے، اسے ہاتھ میں لینے والے کو ذمہ داری کا احساس دلانا بھی مطلوب ہے۔ اور پھر اس سے قلم کے استعمال کی جہت بھی متعین فرمادی ہے۔ اللہ عزوجل نے عظمت و جلالِ محبوب (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اظہار کے لیے سورۃ قلم نازل کی۔ ولید بن مغیرہ نے سرکار کی توہین کی۔ اللہ نے اس کا جواب دیا۔ ولید بن مغیرہ کی خامیاں گنوائیں۔ حتیٰ کہ جس پہلو سے اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ ستار ہے کہ کسی کے حرامی ہونے کا اعلان قیامت کے دن بھی نہیں کرنا چاہتا، اس پہلو سے بھی واضح طور پر اس کی پردہ دری کر دی اور کہا۔ بعد ذالک زنیم۔

یعنی خداوندِ عظیم نے ہمیں سکھایا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے توہین کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف قلم کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہی سنتِ خداوندی ہے پھر قرآن مجید حضور کی تعریف و ثنا سے بھرا پڑا ہے۔ خدا کا کوئی کام ہی نہیں ہوتا سوائے اپنے محبوب پر درود و سلام بھیجنے کے اللہ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ اس نے حکم دیا ہے کہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو۔ ان کا فیصلہ صدقِ دل سے تسلیم نہ کرنے والے مومن نہیں ہیں۔ پھر آپ خود دیکھ لیجیے کہ حضور پرنور کی صفت و ثنا کرنے والے اور حضور کی توہین کرنے والوں سے نبرد آزمائی میں مصروف کون لوگ ہیں اور کیا وہی حق پر نہیں ہیں!

مگر ان کے حق پر ہونے کو کیا کیا جائے کہ انہوں نے قلم و قرطاس سے اپنا رشتہ برقرار نہ رکھا۔ یہ میدان ان لوگوں کے حوالے کر دیا، جنہوں نے نعوذ باللہ نعوذ باللہ اللہ کے محبوب کو مر کر مٹی میں مل جانے والا "کہا"، "اپنے جیسا بشر" قرار دیا۔ ان کے علم کو چوپایوں اور پاگلوں کے علم کے برابر کہنے کی جسارت کی۔ ہندوستان میں ایسے گستاخوں کی پیداوار انگریزوں کے دور میں ہوئی۔ اور انہی کی سرپرستی میں یہ لوگ پھلے پھولے۔ چنانچہ مرہٹوں اور سلطان ٹیپو کی طاقت کو ختم کرنے کے بعد انگریزوں نے پنجاب کے سکھوں اور سرحد کے غیور پٹھانوں کو راہ سے ہٹانے کے لیے انہی کو استعمال کیا۔ پھر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کا مرحلہ آیا تو اس جنگ میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل کے شدید ترین مخالف تھے" (مقالاتِ سرسید حصہ شانزدہم ص ۲۵۲) خود وہابیوں کے ترجمان نواب صدیق حسن خان نے "ترجمانِ وہابیہ" (ص ۵۵) میں لکھا۔ "زمانہ غدر میں سواروں اور تلنگوں نے بعض مولویوں سے زبردستی جہاد کے مسئلہ پر مہر کرائی، فتویٰ کیا...... سو وہ مہر کرنے والے اور فتویٰ لکھنے والے بھی غالباً وہی لوگ تھے۔ جو اہلِ سنت و اہلِ حدیث کو زبردستی "وہابی" نام رکھتے ہیں"۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" میں انگریزوں کے خلاف جہادِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں علماء و عوامِ اہلِ سنت کو گالیاں دی ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرے میں عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں "بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (حصہ اوّل۔ ص ۷۳)

یہ تو حقائق کی ایک جھلک ہے۔ اس وقت قلم کے ذریعے جھوٹ کی تبلیغ کے پہلے اسباق پڑھے جا رہے تھے۔ بعد میں جب یہ لوگ فارغ التحصیل ہو گئے۔ تو انہوں نے لکھا کہ ہمارے بڑے تحریک آزادی کے سرخیل تھے۔ تحریک مجاہدین، کا مقصد انگریزوں سے لڑنا تھا۔ سکھوں اور سرحد کے مسلمانوں سے تو وہ ذرا سہل کے لیے لڑ رہے تھے۔ تحریکِ آزادی کے قافلہ سالار علامہ فضلِ حق خیرآبادی کے بارے میں ان کی تحقیق یہاں تک پہنچ گئی کہ علامہ نے انگریز حکومت کے خلاف فتویٰ بھی نہیں دیا، عملی یا زبانی کسی طرح سے کچھ حصہ بھی نہیں لیا، غلطی سے انگریز حکومت نے انہیں انڈیمان میں قید کیا، غلطی سے وہ وہیں شہید ہو گئے۔ مولانا احمد اللہ مدراسی، مولانا فیض احمد بدایونی، مولانا مفتی صدرالدین آزردہ اور سینکڑوں علمائے اہلِ سنت کے گرانقدر قربانیوں پر پردے ڈالنے کا کام کاغذ کے صفحات سے لیا جا رہا ہے اور تحقیق کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہابیوں کے محدثِ اعظم میاں نذیر حسین تو جہاد کے فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ (الحیاۃ بعد الممات۔ ص ۱۲۵) اور انگریزوں کے دیے ہوئے سرٹیفکیٹوں کو سینے پر سجائے ہوئے رخصت ہوتے ہیں مگر ان لوگوں کے "تاریخ ساز محقق" جہاد کے فتوے پر ان کے دستخط ثابت کرتے ہیں۔

اسی طرح من حیث المجموع یہ پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ صرف دو حضرات "تفننِ طبع" کی خاطر یا دوسروں سے اپنے کسی جھگڑے کی بنا پر تحریک پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہو گئے۔ مگر آج ان کے قلمکار علماء شرکتِ غیرے پاکستان کے وفادار ہیں۔ قائدِ اعظم سے اپنی محبت کے ثبوت میں "تاریخ سازی" کرنے لگے ہیں۔ تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں کے خلاف لکھی ہوئی تحریریں اپنی کتابوں کے نئے ایڈیشنوں سے حذف کر رہے ہیں۔

غرض سحر و شام قلم کی خدمت لگے ہوئے تھی ادھر اہلِ سنت و جماعت میں سوائے گوجرانوالہ کے ایک صاحب کے، جو انہیں لوگوں کے تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کے مخالف تھے۔ تمام کے تمام سنی علماء و مشائخ نے اجمیر و بنارس میں منعقدہ "سنی کانفرنسوں" میں پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور برصغیر کے چپے چپے میں اس کے لیے فضا ہموار کی۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، خواجہ قمرالدین سیالوی، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، خواجہ سدید الدین، پیر فضل شاہ، علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالستار

بصیرت افروز کتابیں

تمہیدِ ایمان — از امام اہلِ سنت محمد رضا بریلوی — ۲/۲۵
شعرِ حسن — از نظیر لدھیانوی — ۲/۵۰
فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں — پروفیسر محمد مسعود احمد — ۴/-
فاضل بریلوی اور ترکِ موالات — ۲/۵۰
تحریکِ آزادیِ ہند اور السواد الاعظم
اقبال کا آخری معرکہ (مولانا حسین احمد دیوبندی کے نظریۂ قومیت از وطن است پر حکیم الامت علامہ اقبال کی تاریخی تنقید اور اس پر علمائے دیوبند کے اعتراضات کا جائزہ) از سید نور محمد قادری
مذاہبِ اسلام — از حکیم مولوی محمد نجم الغنی رامپوری

رضا پبلی کیشنز
داتا صاحب لاہور

علماء و مشائخ کو اہلسنت کے ترجمان رسائل کی مکمل سرپرستی کرنی چاہیے

خان نیازی، عبدالحامد بدایونی، محدث کچھوچھوی، علامہ ابوالحسنات اور دوسرے بزرگوں نے تحریک پاکستان میں دن رات ایک کر دیا۔ ابھی کل کی بات ہے مگر "تاریخ سازوں" نے اپنے خاموں سے اپنی خامیوں پر پردہ ڈالتے اور اہل سنت کے روشن کردار کو عوام کی نظروں سے چھپانے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کیے۔ دیدہ دلیری کی انتہا ہے۔

ابھی گزشتہ برس کی بات ہے۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں کوئی مولانا حامد علی خان ان لوگوں کی صفوں میں ہمیں دکھا دیجیے جو مفتی مختار احمد اور حافظ محمد عالم کی طرح ان کے کسی بڑے نے سینوں پر گولیاں کھائی ہیں۔ صاحبزادہ فضل کریم کی طرح کا کوئی نوجوان قائد لیا ان میں بھی نکلا ہے۔ جس نے تمام مصائب و شدائد کو سب سے پہلے اپنے سینے پر برداشت کیا ہو۔ مگر دیکھ لیجیے کہ ان کے تمام جرائد و رسائل "تاریخ سازی" میں شبانہ روز مصروف ہیں۔ اور ہم قلم و قرطاس سے اپنی بے تعلقی کو نباہنے میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر ہم میں سے جو کوئی اس جہاد میں شریک ہو گیا ہے وہ اپنے آپ کو اتنا بے یار و مددگار پا رہا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ یہ احساس بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ نئی نسل قوم اور ملک کی بہتری کے لیے قربانیاں دینا اور اہم موقعوں پر عامۃ المسلمین کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنا ہی کافی نہیں ان واقعات کو ضبط تحریر میں لانے کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے ہم بے حسی کی منزل مقصود کو پا کر مطمئن ہو گئے ہیں۔

جماعت اہل سنت ملک بھر کے سنیوں کی غیر سیاسی تنظیم ہے۔ اسے چاہیے کہ ملک بھر کے سنیوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے احساسات کی فراوانی سے رسائل کی کمی کو دور کرے۔ علماء کو اس تنظیم کا رکن بنائیں ان میں سے اس احساس کو اجاگر کریں کہ اگر انہیں زندہ رہنا ہے تو اس سلسلے میں منسلک ہونا ناگزیر ہے۔ اور اگر انہوں نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو محسوس نہ کیا، اپنے اذہان و قلوب میں جاگزیں نہ کیا اس کے لیے قربانیاں نہ دیں تو عفریت نفرت محبت کے سوتوں کو خشک کرنے کے عمل میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور یہ تاراجیٔ چمن کے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی۔ علمائے اہل سنت اس نوشتہ دیوار کو پڑھ لیں کہ اگر انہوں نے حالات کی سنگینی کا احساس و ادراک کرنے میں کوتاہی کا مظاہرہ کیا تو پھر یہ وقت نہیں ملے گا۔ اپنی تقریروں میں لگنے والے نعروں سے خوش ہونے والے ناسمجھی کے خول سے باہر آ جائیں۔ بے عملی اور کم کوشی کے مرتکب عامیوں پر تنقید کی روش پر چلنا چھوڑ دیں۔ داڑھی منڈوں سے دشمنی کم کر دیں۔ ہر دوسرے عالم دین کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا خیال دل سے نکال دیں۔ گروہ بندیوں سے باز آ جائیں جن مدرسوں سے پڑھے ان کی محبت کی بنا پر دوسرے مدرسوں اور ان کے فارغ التحصیل علما کے بارے میں خوش گمانیوں کو دل میں جگہ دیں۔ سنیت کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ پیدا کریں۔ ایک دوسرے پر بدگمانی نہ کریں۔ اپنے رہنماؤں کا احتساب کریں مگر ان کے خلاف زبانیں نہ کھولیں۔ مطالعے کا شوق پیدا کریں۔ لکھنے کی مشق کریں۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ لکھنے والوں کی ضرورت ہے اپنے محلے کے پڑھے لکھے لوگوں کی قدر کریں۔ انہیں احساس دلائیں کہ وہ سنیت کے پلیٹ فارم سے دین کی خدمت کریں۔ انہیں یقین دلائیں کہ اس طرح وہ علماء کی آنکھوں کا تارا بھی بن سکتے ہیں۔ ہر مسجد میں دارالمطالعہ قائم کروائیں مگر اسے اپنی جاگیر سمجھ کر جاتے ہوئے ساتھ ہی نہ لے جائیں۔ اپنے مقتدیوں اور نام لیواؤں اور عقیدت مندوں میں سے دس بیس آدمیوں کو اپنے حسن اخلاق، محبت، پیار کے سلوک سے سنی رسائل و جرائد خریدنے کی عادت ڈالیں۔ سنیوں کے بہت اہم رسالے آپ حضرات کی بے توجہی کا شکار ہو کر کچھ مر گئے ہیں، کچھ مرنے والے ہیں۔ کچھ چھپتے ہیں مگر زندگی کو دھکیل رہے ہیں۔ خدمت کرنے کے قابل نہیں۔ اس قابل آپ بنا سکتے ہیں۔ "تذکرہ سعادت" فیصل آباد، "ہفت روزہ افق" کراچی، "ہفت روزہ الہام" بہاولپور، "ماہنامہ فیضان" لاہور، "ترجمان السنۃ" کراچی، "نور الحبیب" بصیر پور ضلع ساہیوال، ترجمان سواد اعظم، لاہور۔ الفرید ساہیوال، مہر و ماہ لاہور، عرفات لاہور، انوار الصوفیہ قصور، رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ اور دوسرے رسالے اپنی اپنی بساط کے مطابق مسلک اہل سنت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اگر علماء کرام ان کی سرپرستی کو شعار بنا لیں تو ان میں سے جو پرچے محدود سرگرمیوں کے حامل ہیں۔ وہ بھی آپ کے سنیوں کے مسائل اور ان کا حل پیش کرنا شروع کر دیں گے۔

مشائخ عظام پر اس سے بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ اپنے عقیدت مندوں سے سنیت کی تبلیغ کے لیے ایسا کام لے سکتے ہیں جو کوئی نہیں لے سکتا۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے اور خود ایسے مشائخ کی بھی بدقسمتی ہے جو وقت کی نبض پر ہاتھ نہیں رکھتے۔ کہ مسلک حقہ کے لیے صاحبان طریقت اپنے ارادت مندوں سے بھی کام نہیں لے سکتے۔ مشائخ چاہیں تو جماعت اہل سنت کو فنڈز مہیا ہو سکتے ہیں وہ چاہیں تو سنیوں کے رسالے سرفرازی کے احساس کے ساتھ زندہ رہ کر دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ جماعت اہل سنت کو چاہیے کہ بہت بڑے پیمانے پر شعبہ تصنیف و تالیف قائم کرے۔ جس میں پرانے زمانے کی اردو کے شاہپارے نہ ہوں خطیبانہ انداز تحریر نہ ہو۔ رٹے رٹائے موضوعات نہ ہوں۔ جدید دنیا کو مسائل کا سامنا ہے، قرآن و سنت اور مسلک حقہ کی روشنی میں ان کا حل ان تصانیف میں پیش کیا جائے اور پیروں کو چاہیے کہ اپنے مریدوں کے شعور کی تہذیب و تربیت کا فریضہ ادا کریں انہیں حکم دیں کہ ایسے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دامے، درمے، قدمے مدد کریں۔ کرنے والے کام تو بہت ہیں درس نظامی کے نصاب میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے تبلیغ دین کی جہت متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ وعظ و تقریر کے انداز درست کرنے چاہییں۔ سنی طالب علم ہوں یا اساتذہ، ملازم ہوں یا کاروباری۔ ان میں سنیت کا شعور بیدار کرنے اور انہیں منضبط اور منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک بھر میں جگہ جگہ نعتیہ نشستیں منعقد کرنی چاہییں۔ مجلس سخن نے لاہور میں ایک ماہانہ نعتیہ نشست کا اہتمام کر رکھا ہے۔ جس میں ہر ماہ لاہور اور بیرون لاہور کے پچاس ساٹھ شعرا اپنے آقا و مولا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ مناقب اور مقالات کی محفلیں ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں لکھوانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم سنی کانفرنس سے یہ احساس لے کر جائیں کہ بیدار ہونا ہے۔ کام کرنا ہے۔ ذات کو پس پشت ڈال کر۔ آقا و مولا، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی محبت کے پیغام کو عام کرنے کی خاطر۔ تو یقین جانئے کہ ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ ورنہ "نشستند و گفتند و برخاستند" والی کیفیت ہوگی۔

مرادآباد سُنّی کانفرنس

محمد جلال الدین

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل کے سلسلہ میں مرادآباد میں ۲۰ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء ایک عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس تاریخی اجلاس کے انعقاد کے سلسلہ میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی مساعی جمیلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (م ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ و خلیفہ امام رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (م ۱۳۵۵ھ) زیب آستانہ کچھوچھہ شریف۔

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (م ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری (م ۱۳۶۲ھ) ابن و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ الفقہا مولانا عبدالمجید آنولوی (م ۱۳۶۳ھ)

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ)

زبدۃ الفقہا مولانا عبدالحفیظ حقانی آنولوی (م ۱۳۷۷ھ)

رئیس المحدثین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجمیری۔

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی۔

حضرت مولانا معین حسین رامپوری۔

حضرت مولانا محمد یسین عباسی چریاکوٹی۔

(ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال ۱۳۴۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء)

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام حاضرین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اپنی مجلس میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا (رسالہ ہذا میں اس خطبہ کے اقتباسات کا عکس شائع کیا جا رہا ہے) جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

آل انڈیا کانفرنس کے اسی اجلاس میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا جو دو مجلسوں میں پڑھا گیا یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

ا۔ ہندوستانی سیاست۔

ب۔ اغیار کی پالیسیاں۔

ج۔ تدابیر دفاع۔

د۔ نظام عمل۔

ہ۔ اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر۔

و۔ ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریہ کی وضاحت

(ز) اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد علیہ وغیرہ۔ تمام شعبے شرعی نقطۂ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی ہر روز دو نشستیں ہوتیں۔ علماء و مشائخ اپنے اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مالا مال کرتے۔ امیر ملت پیر جماعت علی محدث علی پوری کا فی البدیہہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوئیں جن کا تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ ان تجاویز کو جلسہ عام میں مولانا احمد مختار میرٹھی نے پڑھ کر سنایا۔

۱۔ یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہلسنت و جماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ اس جلسہ کی رائے میں جا بجا تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳۔ اس جلسہ کے خیال میں سردست مرادآباد میں مرکزی کمیٹی قائم رہنا ضروری ہے۔

۴۔ یہ جلسۂ عام اس اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے۔ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے سنگ راہ خیال کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس عام بادشاہ دولت خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہٗ کے قتل مرتدین کو عین مطابق شریعت مبین پاتا ہے۔ اور اجرائے حدود شرعیہ پر ہدیۂ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ جن اخباروں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس خلاف شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علماء اہلسنت و

جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا ہلاکت قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی فی الفناء و از صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیئے۔

اس قسم کی بہت سی قراردادیں منظور کی گئیں۔ جن میں سب سے اہم قرارداد میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔

ایک اور قرارداد میں پریذیڈنٹ بنگام کانگریس کے ان اشتعال انگیز کلمات پر سخت الفاظ میں اظہار نفرت کیا گیا، جو اس نے مرزائیوں کی تائید کرتے ہوئے اسلام اور قرنِ اول کے متعلق استعمال کئے تھے۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس" کے اس پہلے اجلاس کی کارروائی کا حال لکھتے ہوئے رئیس المحدثین سید محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں:

"یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اس کے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ حضرت جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے جلسے دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ اس قدر منظم و باقاعدہ و پرشوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گزرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

"جمعیت اشرفیہ"، انجمن اظہار الاسلام اور "جماعت رضائے مصطفےٰ" کے رضاکاروں اور مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضاکار جن کی تعداد کئی سو تھی، باقاعدہ وردی میں ملبوس تھے جن میں فارغ التحصیل علماء، درجہ تکمیل کے طلباء اور رؤسا شہر کے نونہال فرزند شامل تھے۔ ان کا رویہ نہایت صبر و سکون کا آئینہ دار تھا۔ جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کا خیمہ عجیب شان و شوکت رکھتا تھا۔ اس کا بلند پھریرا مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے۔

"اس ملکوتی نظام کو کیا کہا جا سکتا ہے۔"

(ماہنامہ اشرفی مئی ۱۹۲۵ء)

برصغیر کے تمام علاقوں۔ سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی علمی مقامات اور آستانہائے عالیہ کے مقتدر علماء و مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے۔ بالخصوص بریلی، دہلی، رامپور، مرادآباد اور کچھوچھہ کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو موثر کر دیا۔ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی خیموں سے ذکر و فکر کی کیف آور صدائیں بلند ہو رہی تھیں غرضیکہ یہ منظر اہل سنت کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا اور بجائے خود دیدنی تھا۔

انجمن حزب الاحناف کی طرف سے شائع شدہ رسالہ "اظہار التقاویل" مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری صفحہ پر آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد کے جلسہ کا جو اشتہار شائع ہوا اس کا عکس اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

کل پاکستان سُنّی کانفرنس کے انعقاد پر
ہم ملک بھر کے سوادِ اعظم کو
مُبارک باد پیش کرتے ہیں!
خواجہ اقتصیر محمود۔ ناصر لیدر ورکس سیالکوٹ
ہر قسم کے سیکل لوتج اور چمڑے کی مصنوعات بنانیوالا ادارہ
ناصر لیدر ہاؤس۔ بازار کاٹھیاں۔ سیالکوٹ

حقائق بولتے ہیں

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۶ بجے شام اندرون باغ فاطمان

تلاوت قرآن مجید بعد ازاں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصالِ ثواب۔

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان

حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قایم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحۂ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت مولانا شاہ سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخشی مصطفےٰ علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳)۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لیے جائیں۔

اجمیر کانفرنس میں محدث کچھوچھوی کے خطبہ کے اقتباسات

بنارس کی سُنّی کانفرنس کے ایک اشتہار کا عکس

بنارس چلو

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا [illegible]
نواں اجلاس بنارس میں بتاریخ
۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل
۱۹۴۶ء کو منعقد ہوگا ہندوستان
کی تمام سنی کانفرنسیں انجمنیں
تاریخوں میں نمائندے بھیجنے کا
انتظام کریں۔ مرکزی دفتر بنارس [illegible]
کیا جائے۔ تمام خط و کتابت [illegible]
چاہیے حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین [illegible]
دفتر ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس
[illegible]

اور ہمیں اسوقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے، اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلفِ وفاداری اُٹھانے کا ہے۔

میرے سُنّی بھائیو! اب ہم پر حجت الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان رہنماؤں سے پیچھے رہ گئے تو یومِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ سُنّیو جاگ جاؤ۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ سُنّیو ہوشیار خبردار۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ آؤ بڑھے چلے آؤ۔

اے سُنّی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچ کر [illegible] والے حیران رہ گئے اور تم کیوں بڑھ کر [illegible] والی طاقت خود آ گئی۔ اب [illegible] کی لعنت چھوڑو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ اُٹھو [illegible] چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان بناؤ تو جگر دم لو۔ کہ یہ کام اے سُنّیو، سُن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے [illegible] پاکستان کا کام کیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سُنّیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ خوش فہمی ہے اور سُنّی کانفرنس غلط کہہ رہی ہے۔ پاکستان کا [illegible] جس قدر ناپاکوں کو چبھے اتنی ہی [illegible] پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا [illegible] سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے [illegible] نہیں کرتا۔ اب [illegible] پاکستان [illegible] بہت، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے [illegible] کیلئے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار بالخصوص [illegible] کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں جو پاکستان کے مطالبے کی موافقت بھی رکھتی ہو۔ الکفر ملۃ واحدۃ سارے ناپاکوں نے اپنے اندرونی اختلافات بھلاتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس نے پہنچایا اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائیگا تو وہ صرف سُنّی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے پہلے سُنّی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ آل حسن [illegible] سجادہ نشین [illegible] شریف (مرحوم) نے لکھا ہے۔ اگر آج [illegible] ہمارے سُنّی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتائے کہ مسلم لیگ کسکو کہا جائیگا۔ اس کا دفتر کہاں رہیگا، اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اُٹھائے گا؟ ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سُنّیوں کو بنانا ہے۔

(حکیم الامت حضرت محدث کچھوچھوی قبلہ [illegible] سُنّی کانفرنس [illegible] اس [illegible] خطبہ صدارت [illegible] آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں [illegible] اور فرمایا کہ)

میں اپنے سُنّی بھائیوں کو آخری پیغام دیتا ہوں [illegible] سبز رنگ گنبد خضرا کی سرسبزی سے ماخوذ ہے، اور [illegible] آخر [illegible] اس سبز گنبد کو [illegible] ہے۔ والسلام علیکم [illegible]

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس)

بنارس سنّی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

مولانا غلام قادر اشرفی بیان کرتے ہیں

بنارس سنّی کانفرنس کی دعوت دینے کے لئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے مولانا آل حسن سنبھلی کو پنجاب کے دورہ کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کر کے انہیں بنارس سنّی کانفرنس کی اہمیت اور حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا اور کانفرنس میں شرکت کے لئے آمادہ و تیار کیا۔ مولانا آل حسن لاہور میں بھی تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بھی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ پنجاب کے چند سرکردہ علماء نے لاہور میں اکٹھے ہو کر بنارس جانے کا پروگرام بنایا تھا چنانچہ میں بھی ان کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوا۔ ہم ۲۵ اپریل کو عصر کے بعد ٹرین میں بیٹھے۔ اس موقع پر مولانا سید ابوالحسنات مولانا سید ابوالبرکات، مولانا محبوب عالم (سلطان پور) مفتی امین الدین (کامونکی)، مفتی احمد یار (گجرات) مولوی ابراہیم علی چشتی، سید عبد الغنی (راولپنڈی) پیر ولایت شاہ صاحب، پیر محمود شاہ گجراتی اور کچھ دیگر علمائے کرام ایک ہی بوگی میں تھے۔ ساری بوگی میں تمام سندو بین ہی تھے۔ ساری رات اور پھر اگلا دن سفر میں گزرا۔ اور پھر عشاء کے بعد ہم بنارس پہنچے۔ اسٹیشن پر سنّی کانفرنس کے رضاکار استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہمیں سائیکل رکشاؤں کے ذریعے فاطمان باغ پہنچایا گیا جہاں ایک کوٹھی میں اور اس کے باہر خیمے لگا کر ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

۲۷ اپریل کی صبح کانفرنس کے باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس تھا۔ اس اجلاس میں، میں بھی شریک تھا۔ اس اجلاس کے شرکاء میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفٰے رضا مولانا نعیم الدین مرادآبادی، محدث کچھوچھوی، پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا امجد علی، صدر الشریعہ، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا سید ابوالبرکات قادری، مولانا عبدالعلیم صدیقی علامہ عبدالمصطفٰے الازہری، مولانا محمد احمد صاحب نعیم آبادی، مولانا غلام معین الدین نعیمی، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، دیوان آل رسول خاں، شاہ عارف اللہ قادری، شاہ برہان الحق اور مولانا عبدالسلام باندوی شامل تھے۔ میں بھی اس اجلاس میں شریک تھا۔ صدارت محدث کچھوچھوی کی تھی۔ سبجیکٹ کمیٹی کے اس اجلاس میں مطالبۂ پاکستان کی حمایت میں قرار داد پیش کی گئی۔ یہ قرار داد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس اجلاس میں تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا سنّی کانفرنس کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا جائے لیکن یہ تجویز اس وجہ سے منظور نہ ہو سکی کہ اگر کسی وقت مسلم لیگ بھی مطالبۂ پاکستان کو ترک کر دے تو اس پلیٹ فارم سے جدوجہد کو جاری رکھا جا سکے۔ سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس دوپہر تک جاری رہا۔

نمازِ عشاء کے بعد ٹاؤن ہال کے میدان میں اجلاس عام ہوا۔ جس میں جتنا بڑا اجتماع ہم نے دیکھا اس سے بڑا کوئی اجتماع نہ آج تک دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی امید ہے۔ ۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان جس اجتماع میں پیش کی گئی اس میں بھی میں شریک تھا لیکن بنارس سنّی کانفرنس کا اجتماع اس سے بھی بڑا تھا۔ اس اجتماع میں سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں منظور کی گئی قرار داد پڑھ کر سنائی گئی اور شرکاء نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کر کے اس کی تائید کی۔ مسلسل چار روز ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل تک یہ سلسلہ جاری رہا، کہ ہر صبح سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس ہوتا اور اس میں جو تجاویز منظور کی جاتیں۔ انہیں اجلاس عام میں پیش کر دیا جاتا۔ خطبۂ استقبالیہ سید محمد محدث کچھوچھوی نے پیش کیا تھا۔ محدث صاحب کا خطبہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھا۔ اور اس خطبہ کی تمام شرکاء میں دھوم مچ گئی تھی۔ محدث کچھوچھوی کی آواز گونجدار تھی۔ اور تقریر کے دوران جب وہ جوش میں ایک ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے تو یوں لگتا کہ آسمان کو کھینچ رہے ہیں۔

مقررین نے بار بار یہ الفاظ دہرائے کہ "قیدیں حمام کرسے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر گلی گلی اور کوچے کوچے جا کر تحریک پاکستان کو کامیاب بنایا جائے" مقررین کے یہ الفاظ بھی مجھے یاد ہیں کہ "اگر پاکستان بن گیا تو ہماری زندگی ہے اور نہ بن سکا تو ہماری موت ہے اور اگر مسلم لیگ بھی مطالبۂ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو پھر بھی ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے" اس موقع پر ایک بہت بڑا سٹیج بنایا گیا تھا اتنا بڑا سٹیج میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ شرکاء کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے میں نے ۲۰، ۲۵ بار تو خود گنے تھے۔ اور پھر بھی کئی باقی رہ گئے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کانفرنس میں تین لاکھ کا اجتماع تھا جن میں ۲۰، ۲۲ ہزار علماء شامل تھے۔ سارے کا سارا دیوانوں کا اجتماع تھا اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ تکبیر و رسالت کے نعرے فضاء میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔ اور بار بار یہ نعرے بھی لگائے جا رہے تھے۔

دنیا کی بہترین سلائی مشین

پیکو سلائی مشین

جاپانی پرزوں سے تیار شدہ • سبک رفتار اور پائیدار

اسٹاکسٹ: احسان سیونگ مشین شاہ عالم مارکیٹ لاہور

لے کے رہیں گے پاکستان
دینا پڑے گا پاکستان

آنکھوں کا نور پاکستان
دل کا سرور پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ

سبز جھنڈے کی کون سنے گا؟
اللہ پاک سنے گا

منبر پر میں محدث کچھوچھوی اور صدر الافاضل کے علاوہ مولانا عبدالعلیم صدیقی، شاہ عارف اللہ قادری پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور مولانا عبدالسلام باندوی بھی تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض شاہ عارف اللہ قادری اور مولانا عبدالعلیم صدیقی نے ادا کئے اور قرار دادیں مولانا عبدالعلیم صدیقی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے پیش کیں۔ ہر جلسے کے آخر میں قاری عبدالسلام باندوی اور مولانا عبدالعلیم صدیقی مل کر جو سلام پڑھتے تھے اس میں چند شعر یہ بھی تھے:

غم امت میں رونے والے رسول
تیری امت ہے دل فگار سلام
دستگیری ہو یا رسول اللہ
گوشۂ زلف سے سنوار سلام
فتح مکہ کا صدقہ پاکستان
ہند میں دیجئے اقتدار سلام

بنارس کانفرنس کے موقع پر نظم و نسق نہایت شاندار اور مثالی تھا، کانفرنس کے موقع ہندوؤں نے راشن دینے سے انکار کر دیا لیکن منتظمین نے دوڑ دھوپ کر کے کھانے کا اتنا اچھا انتظام کر دیا تھا کہ کسی ایک فرد کو بھی شکایت کا موقع نہ ملا اور کھانا تمام شرکاء کو وقت پر ملتا رہا۔ انتظامات کو دیکھ کر تمام شرکاء نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی حکومت اور تدبر کی داد دی۔

بنارس سنی کانفرنس کے موقع پر جو قرار داد تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے بالاتفاق منظور کی گئی اس کا متن درج ذیل تھا:

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے عمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب۔
صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب۔
مبلغ اعظم حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی
حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی
حضرت مولانا الحاج سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔
حضرت مولانا مولوی شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔
حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب ...
حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ ... سیال شریف۔
حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب بھ... شریف (سندھ)
حضرت مولانا شاہ زین الحسنات امین ... صاحب مانکی شریف۔
خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صا... بخشی (مدراس)
حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد ... لاہور۔

یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید ... کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے ... مگر اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائند... جائیں۔

چند نادر علمی اور تاریخی کتابیں

باغی ہندوستان
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے نامور مجاہد علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے سلسلہ کے دیگر مشہور زمانہ افاضل کے عالمانہ اور مجاہدانہ کارنامے، تصنیف علامہ فضل حق خیرآبادی، ترجمہ و تقدیم عبدالشاہد خاں شروانی
قیمت ۱۸/۰۰

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
۱۹۲۵ء-۴۷ء مرتبہ جناب محمد جلال الدین قادری
جس میں تحریک پاکستان کے مخفی گوشے پہلی بار بے نقاب ہوتے ہیں۔ برصغیر میں پیش آمدہ حالات پر علماء اہل سنت کے بے لاگ تبصرے، تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے دستاویزی ثبوت قیمت ۲۱/-

تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان)
پاکستان کے پونے دو سو علماء کے پاکیزہ حالات زندگی اور علمی سیاسی ملکی و ملی خدمات کا دل نواز مرقع، تالیف محمد عبدالحکیم شرف قادری
قیمت ۳۰/۰۰

فاضل بریلوی اور ترک موالات
تحریک ترک موالات کے پس منظر اور علماء اہل سنت کے موقف پر تفصیلی گفتگو۔
از پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ سائنس کالج سکھر (سندھ)، قیمت ۲-۵۰

المبین
بے مثال خواص کی بنا پر دنیا کی تمام زبانوں پر عربی زبان کی فوقیت پر منفرد کتاب جسے علامہ اقبال، پروفیسر سلیمان اور نواب حبیب الرحمن شروانی نے بے حد سراہا۔ تصنیف مولانا سید سلیمان اشرف بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی و سابق صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ قیمت ۱۲/۵۰

النبراس شرح شرح عقائد
از علامہ عبدالعزیز پرہاروی، آفسٹ طباعت، رنگین کاغذ قیمت مجلد ۴۰/۰۰، غیر مجلد ۳۰/-

شرح میر زاہد ملا جلال
از علامہ عبدالحق خیرآبادی، آفسٹ طباعت، رنگین کاغذ، قیمت ۱۳/۵۰

مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ اندرون لوہاری ○ لاہور

شبیر احمد عثمانی مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے

میاں زبیر احمد

علماء دیوبند نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے جو کوششیں کیں۔ وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ لیکن اب کچھ عرصہ بعد دیوبندیوں کی من حیث الجماعت تحریک پاکستان کی کھلی مخالفت پر پردہ ڈالنے کیلئے علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے دو چار ساتھیوں کی تحریک پاکستان کے سلسلہ میں کوششوں کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور مسلسل پروپگنڈہ کے ذریعہ پاکستان کے لیے علماء و مشائخ کی تمام تر ساعی کو علامہ عثمانی کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ وہ بذات خود عرصہ دراز تک مسلم لیگ کی بدترین مخالف جماعت جمعیت العلماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کا فیصلہ انہوں نے اس وقت کیا۔ جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور پاکستان کا مطالبہ مسلمانانِ ہند کے دلوں کی دھڑکن بن چکا تھا۔ اس دعوے کی تائید میں علامہ عثمانی کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کے موقع پر خطبۂ صدارت دیتے ہوئے ادا کئے۔

"راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش میں رہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے مسلم لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں اور استخارے کئے بالآخر ایک چیز میرے الہیات اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ امام محمد بن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصریح ہے۔ جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے"

(خطبات عثمانی از پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۶۷، ۱۶۸)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ جب سنی علماء و مشائخ تحریک پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے علامہ عثمانی اس وقت استخارے کرنے میں مصروف تھے۔ اور ان کو حق اور باطل میں تمیز کرنے میں عرصہ دراز لگ گیا۔ پھر مسلم لیگ کے زعماء نے یہ منصوبہ بنایا کہ جمعیت علماء ہند کی ریشہ دوانیوں کے مقابلہ میں چند دیوبندی علماء کا گروہ تیار کیا جائے۔ علامہ عثمانی اور جمعیت علماء ہند سے منسلک چند موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کے لیے "جمعیت العلماء اسلام" تشکیل دینے کی خاطر علامہ راغب حسن بنگالی کی دعوت پر اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک اجلاس بلایا گیا۔ علامہ عثمانی اس اجلاس میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ قائد ملت کے پرسنل سیکرٹری ظفر احمد انصاری نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

" اکتوبر ۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی۔ اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو ۔"باعانت" مرکزی مسلم لیگ کیلئے جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو مسلم لیگ کے حامی تھے۔

(چراغ راہ کراچی نظریۂ پاکستان پر صفحہ ۲۳۲ بعنوان "نظریۂ پاکستان اور علماء")

جمعیت العلماء اسلام کی تشکیل اور اس کے نصب العین کے سلسلہ میں چوہدری خلیق الزمان رقم طراز ہیں۔

"جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے۔ جو کمیٹی آف ایکشن کے سیکرٹری تھے۔ یہ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جواب پیدا کیا جائے۔ تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پہ اس کا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بارہا گفتگو کی۔ یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیۃ العلماء ہند کی صدارت کے لیے رضامند کر لیا۔ اور نواب اسماعیل خاں صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا۔ چنانچہ سید احمد اشرف سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیۃ العلماء اسلام کا ایک اور جلسہ میرٹھ میں منعقد کیا۔ جس میں میں (چوہدری خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لیے بلایا گیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان کے گھر پر ہوئی"

(شاہراہ پاکستان مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۹۷۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی جمعیت علماء ہند کے پہلے اجلاس (۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء) منعقدہ امرتسر میں شریک تھے۔ اور اس کے بعد ۱۹۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کے ہر اجلاس میں شریک ہوتے رہے۔ پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی لکھتے ہیں۔

" علامہ شبیر احمد صاحب ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کرتے رہے اور قومی تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل رہا۔ بہت سی کمیٹیوں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے"

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۵۸ - ۵۹)

ڈاکٹر وحید قریشی ایم اے۔ ڈی لٹ رقمطراز ہیں۔ "حلقۂ علماء میں اگر کبھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں ذکر آیا بھی ہے تو مولانا ظفر علی خاں اور مولانا شبیر عثمانی کے سوا کچھ یوں تاثر دیا جاتا ہے گویا علمائے دین کا اس تحریک سے کچھ زیادہ واسطہ نہ تھا نیشنلسٹ علماء کا محور کانگرس و اعانت تھا۔ اس سے یہ خیال عام ہو گیا۔ کہ علماء نے من حیث الجماعت پاکستان کی کبھی تائید نہیں کی حالانکہ تحریک پاکستان میں جہاں تعلیم یافتہ طبقے نے پاکستان کے لیے قربانیاں دیں۔ وہاں اس آواز کو مسلمانانِ برصغیر کے دل میں جاگزیں کرنے کا سہرا ان دینی راہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے شہر شہر، قریہ قریہ مسلم لیگ کے پیغام کو پہنچایا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ الگ مملکت کا مطالبہ دراصل ان کے دلوں کی آواز ہے دیوبند کے مقابلے میں علماء کی یہ کوششیں مؤثر اور دور رس نتائج کی حامل رہی ہیں"

(تحریک پاکستان اور علماء دیوبند سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۲۸، ۲۹۔)

اسی سلسلہ میں علامہ عثمانی کے ایک پرانے عقیدت مند کی درج ذیل تحریر سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

سطور بالا میں ہم اشارۃً تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت علامہ عثمانی ایک مدت سے گوشہ نشینی اختیار فرمائے ہوئے تھے اور پبلک پالیٹکس سے علیحدہ و دور تر تھے۔ لیکن عین اس زمانہ میں جبکہ "انتخابی ہڑبونگ" ملک میں افسوسناک ہیجان پیدا کر رہی تھی اور ہر انتخابی جماعت اپنے پروپیگنڈے کو مؤثر بنانے کے لیے جائز و ناجائز ذرائع حاصل کرنے کی فکر میں تھی۔ حضرت موصوف اپنی جماعت، اپنے رفقاء اور اپنے قدیم دوستوں سے جدا ہو کر ان کے دشمنوں (مسلم لیگ) کی صف میں جا ملے۔ اور دنیا "مجموعۂ حیرت اور تعجب" ہو کر رہ گئی! — الیکشن کے بازار کی سرگرمیوں اور ہماہمی نے بہتوں کو اس انقلاب پر غور و فکر کرنے کا موقع نہ دیا۔ بہتوں نے معمولی غور سے سوچ کر درگذر کیا۔ اور بہتیروں نے "تقلید شخصی" کے اصول کی بگڑی ہوئی صورت یعنی "آنکھیں بند کر کے پیچھے دوڑنے" پر عمل کرنا کافی سمجھا۔ مگر ہمارے دماغ میں ذیل کی چند پر اسرار باتیں آج تک معمہ بن کر کھٹک رہی ہیں۔ ان کا کوئی حل ہمیں ہنوز حاصل نہیں ہو سکا۔

۱۔ حضرت علامہ عثمانی مئی ۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے باضابطہ ممبر رہے لیکن جمعیت کی کسی ادنیٰ پالیسی سے بھی ان کو اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو وہ منظر عام پر نہیں آیا۔

۲۔ مئی ۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی جو پالیسی سیاست حاضرہ کے بارے میں رہی۔ بعینہٖ وہی پالیسی آج بھی ہے اگر آج وہ گمراہ ہے تو حضرت علامہ عثمانی کی رکنیت، مجلس عاملہ کے زمانہ میں بھی تھی۔ لیکن آنموصوف نے الیکشن تھی۔ لیکن آنموصوف نے الیکشن سے قبل کبھی نہ تو جمعیۃ ہی کو راہ راست پر لانے کی سعی فرمائی اور نہ قوم ہی کو اس کی کجراہیوں پر آگاہ کیا۔

۳۔ بلکہ ان ایام میں جبکہ مخالفین کی طرف سے جمعیۃ علماء ہند کو فنا کر دینے کی ہر ممکن کوشش عمل میں آ رہی تھی۔ جمعیت کو کسی قسم کا نوٹس دیئے بغیر اس کے تخریب کاروں کی آغوش عقل بن کر مدت مدیدہ کے بعد نئی روشنیاں اور نئی جگمگاہٹیں لیے ہوئے طلوع ہو گئے۔

۴۔ اور اس نئے قالب نئی راہ اور نئے مسلک کو اختیار کرنے سے قبل اپنی جماعت سے کبھی اختلافی موضوعات و مسائل پر بحث و تمحیص کا م

ضرورت بھی محسوس نہ فرمائی

(مسلم لیگ کی تائید میں حضرت علامہ عثمانی کے دلائل اور تحریری سرنخے از مشتاق قادری ص ۱۰، ۱۱۔ ناشر محمد وحید الدین قاسمی دفتر جمعیت علماء ہند گلی قاسم جان دہلی)

آگے چل کر اسی کتابچہ میں علامہ عثمانی کے دیرینہ عقیدت مند ابو مشتاق قادری نے ایک دلچسپ انکشاف کیا ہے اور وہ یہ کہ صوبہ پنجاب کی "جمعیۃ العلماء اسلام" کانفرنس لاہور منعقدہ ۲ جنوری ۱۹۴۶ء میں علامہ شبیر عثمانی نے جو تحریری خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور جسے اپنی پریس نے طبع کرا کر "ہمارا پاکستان" کے نام سے شائع کیا۔ اس کا ایک طویل حصہ گوجرانوالہ کے عبدالحمید پاکٹ کے مضمون "پاکستان" (شائع شدہ) رسالہ طلوع اسلام دہلی بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء سے لفظ بلفظ اور حرف بحرف نقل کردہ ہے اور یہ وہ چیز ہے۔ جسے علمی دنیا میں "بدترین قسم کا سرقہ" کہا جاتا ہے۔ ذیل میں اس سرقے کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

اصل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود بندی کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور بحر منجمد شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہے اس لیے ہم ہیں اور ہندی مسلمانوں ہیں کوئی بعد نہ ہوگا۔ ہم اپنے ہندو معترضین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔

("طلوع اسلام" دہلی جلد ۲ شمارہ نمبر ۱۲ اپریل ۱۹۳۹ء)

نقل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور بحر منجمد شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں اس لیے ہم ہیں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہ ہو گا کوئی چیز ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہو گی۔ ہم اپنے ہندو معترضین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔

("ہمارا پاکستان" از علامہ عثمانی)

اختصار کے پیش نظر ہم ایک اقتباس پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ ورنہ علامہ عثمانی کا سارا خطبہ ہی ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ اسی بنا پر یہ کہنا بالکل درست اور بجا ہے کہ علامہ عثمانی کا فکر، فکر مستعار تھا۔

ایس اے وحید اینڈ کمپنی

سی. آئی فٹنگ، ٹی، بینڈ،
سلوس والو، ایکسپنشن جوائنٹ،
پن سٹاک فار فلینگ،
اے سی اور پی وی سی پائپ،
تیار کرنے کا منفرد ادارہ:

ایس۔اے وحید اینڈ کمپنی

۱۴ چیمبرلین روڈ۔ بیرون موچی دروازہ۔ لاہور۔ فون نمبر: ۶۴۳-۶۲۶۱۰

ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے ؟

مسعود طاہر

جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کے شامل اقتدار ہونے کے بعد جہاں دوسرے شعبوں میں اہل سنت کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ وہاں ریڈیو اور ٹی وی پر بھی اہل سنت کو تختۂ ستم بنایا گیا ہے بلکہ باخبر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے سنیوں کو چن چن کر نکالا جا رہا ہے اہل سنت کے مقررین اور قاریوں کی تعداد کو باقاعدہ سکیم کے تحت مختلف حیلے بہانے کر کے کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے مقابلے میں دیوبندی مکتب فکر کے علماء اور قاریوں کی فہرست بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس کارروائی کی ذمہ دار حکومت میں شامل چند مخصوص نظریات کی جماعتیں ہیں جن سے وابستہ ریڈیو اور ٹی وی کے افسران اس قسم کی کارروائیوں میں مصروف ہیں جن سے لامحالہ اہل سنت کی حق تلفی ہو رہی ہے اس سلسلہ میں ریڈیو کے پروگرام پروڈیوسر مسٹر عبدالحئی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو کہ اپنے آپ کو جامعہ اشرفیہ کا فارغ التحصیل کہتا ہے اسی نوعیت کی 'ذمہ داریاں' ٹی وی کے ثاقب [illegible] انجام دے رہے ہیں ان دونوں کی ملی بھگت سے گزشتہ دنوں ریڈیو اور ٹی وی پر قاریوں کا ایک مقابلۂ قرأت ہوا جس میں مذکورہ اشخاص نے نہایت جانبداری سے درج ذیل بحیثیت منصفین مقرر کئے۔

(۱) مولوی عبدالقادر آزاد (جو کہ سرے سے قاری ہی نہیں اور تجوید کے ابجد سے بھی ناواقف ہے)

(۲) قاری نور محمد۔

(۳) قاری علی حسین صدیقی۔

یہ تینوں دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک بھی سنی قاری کو منصف مقرر کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ چنانچہ اس اقدام پر جمعیت قراء سواد اعظم نے احتجاج کیا اور تاریں دیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی

محفل میلاد سالہا سال سے پورے پورے اہتمام اور شان و شوکت سے ہوتی آ رہی ہے اس سلسلہ میں سٹوڈیو میں باقاعدہ فرشی نشست کا اہتمام کر کے مختلف حضرات کو مدعو کیا جاتا تھا تلاوت اور نعت کے بعد سیرت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے موضوع پر تقریریں ہوتی تھیں اور تبرک بھی تقسیم کیا جاتا تھا میلاد پاک کی مقدس محفل ایک باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد ہوتی رہی ہے۔ لیکن اب مسٹر عبدالحئی اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کی متعصبانہ روش کے باعث محفل میلاد کی اہمیت بہت کم
کہا ہے
کی جا رہی ہے۔ اور آج کل محفل میلاد ایک فیچر کی صورت میں ہو رہی ہے تلاوت، نعت اور تقریر علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کر کے نشر کر دی جاتی ہے۔ یہ صرف اس لئے ہوا ہے کیونکہ محفل میلاد میں سب حاضرین کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے لیکن اب جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام سے وابستہ لوگوں کو یہ بات گوارا نہیں اس محفل کا انعقاد ختم کر کے پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت، نعت اور تقریر کو محفل میلاد کا نام دیئے جانے کے خلاف ریڈیو پاکستان کے افسران کی میٹنگ میں باقاعدہ احتجاج کیا گیا لیکن وہاں یہ بہانہ بنا کر بات ٹال دی گئی کہ اگر پہلے کی طرح لوگوں کو باقاعدہ محفل میں بلایا جاتا رہا۔ تو اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن کے احاطے میں بم نہ رکھ جائے اس لئے رات کو باقاعدہ محفل کا انعقاد کرنے کی بجائے دن کے وقت تلاوت، نعت اور تقریریں علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کر لی جاتی ہیں۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے حال ہی میں ریڈیو پر بجٹ کے بچے ہوئے پیسے خرچ کرنے کے لئے موسیقی کا آٹھ روزہ پروگرام ترتیب دیا گیا اس میں شرکت کے لئے باقاعدہ دعوت نامے (پاس) چھپوائے گئے اور لوگوں میں تقسیم کئے گئے اور یہ محفل موسیقی ریڈیو اسٹیشن میں باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد کر کے ڈائریکٹ براڈکاسٹ کی گئی یہ پروگرام رات کے وقت ہوئے چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محفل موسیقی کے لئے لوگ اندر آ سکتے ہیں اور دعوت نامے جاری ہو سکتے ہیں تو محفل میلاد کے لئے یہ سب کچھ کیوں نہیں ہو سکتا مسٹر عبدالحئی اپنے سیاسی ممدو معاون لوگوں (جمعیت علماء اسلام و جماعت اسلامی) کی مدد سے اسٹیشن ڈائریکٹر کو کسی نہ کسی طرح اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔

ریڈیو پاکستان لاہور کی ایک لائبریری ہے جس میں [illegible] قرآن پاک بھی موجود ہیں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ قرآن بھی اس لائبریری میں رکھا گیا تھا۔ لیکن وہ نہایت ہوشیاری سے غائب کروا دیا گیا ہے اور اس کی جگہ مولوی احمد علی لاہوری، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے ترجمے بڑے اہتمام سے لا کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ رمضان شریف میں افطاری کے وقت کا تعین کرنے کے لئے مسٹر عبدالحئی نے ریڈیو کی گاڑی بھیج کر چھ دیوبندی مولویوں کو بلوایا ایک بھی سنی عالم کو دعوت نہ دی گئی۔ البتہ فیصلے کے وقت سٹوڈیو میں موجود دو افراد سے دستخط کروا لئے گئے جو کہ کسی سنی مدرسے کی نمائندگی نہیں کرتے تھے کچھ عرصہ قبل چینل نمبر ۲ پر پورا قرآن پاک پڑھنے کا اہتمام کیا گیا اس مقصد کے لئے قاری احمد میاں تھانوی قاری عبدالمجید اور قاری نور محمد (تینوں دیوبندی) کو ان کے گھروں میں جا کر اطلاع دی گئی جب اس سلسلہ میں عبدالحئی سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے منہ بھینچ کر صرف اتنا جواب دیا "دو بس — اطلاع نہیں کر سکا!" حال ہی میں ملک کے نامور اور مایہ ناز قاری غلام رسول کے ٹی وی پر پروگرام بغیر کوئی وجہ بتائے روک دیئے گئے ہیں۔ اس سے قبل رمضان المبارک میں موجودہ کابینہ کی تشکیل کے فوراً بعد ریڈیو پر ان کی اذان بند کر دی گئی تھی قاری غلام رسول صاحب ۱۹۶۱ء سے ریڈیو اور ۱۹۶۴ء سے ٹی وی پر تلاوت کر رہے تھے بین الاقوامی سطح پر بہت سے انعامات بھی حاصل کر چکے ہیں کچھ عرصہ قبل انہوں نے چودہ ممالک کا قرآنی دورہ کیا ہے ان کی آواز میں پورا قرآن پاک بھی ریکارڈ ہو چکا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر جن دوسرے سنی قاریوں اور مقررین کو بلا وجہ نکالا گیا ہے اس کی تفصیل ہم فیضان کی کسی اگلی اشاعت میں شائع کریں گے۔

مولانا محمد ولی شاہ

ایک اہم انکشاف

مولانا حشمت علی نے اپنی کتاب سے رجوع کر لیا تھا

میرے والد محترم مولانا محمد اجمل شاہ صاحب، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے ابتدائی اساتذہ میں۔ حضرت صدر [illegible] والد صاحب کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی [illegible] بنارس سنی کانفرنس کے موقع پر حضرت صدر الافاضل نے [illegible] مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام والد صاحب کے سپرد [illegible] تھا، اس سلسلے میں مولانا محمد عمر نعیمی اور مولانا عبد [illegible] بستوی [illegible] والد صاحب کے ساتھ انتظامات میں شریک تھے۔ والد صاحب گھر میں اکثر بنارس سنی کانفرنس کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ کانفرنس کے موقع پر ہندوؤں نے مسلمانوں کو راشن دینے سے انکار کر دیا تھا اور حضرت صدر الافاضل اس بات سے بہت پریشان تھے کہ مندوبین کے لئے کھانے کا انتظام کیسے ہو سکے گا۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل بذات خود ایک جیپ میں بیٹھ کر مختلف دیہاتوں میں گئے اور انہوں نے کانفرنس کے لئے غلہ جمع کیا۔ اس موقع پر بنارس کے مسلمان سیٹھوں نے بے حد تعاون کیا اور یہ انہی کے بے دریغ تعاون کا نتیجہ تھا کہ مندوبین کے لئے پُرتکلف کھانے کا بہترین انتظام کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو بروقت کھانا ملتا رہا۔

آج کل کچھ لوگ مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی کی ایک کتاب کا بہت تذکرہ کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک بریلوی عالم نے بھی پاکستان [illegible] کی مخالفت کی تھی۔ میں یہاں [illegible] تاریخی [illegible] کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا حشمت علی خاں نے اپنی اس کتاب سے رجوع کر لیا تھا۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ مولانا حشمت علی خاں میرے والد صاحب کے بہت عزیز دوست تھے اور انہیں ہمیشہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب انہوں نے مسلم لیگ کی مخالفت کی تو تمام سنی علماء نے متفقہ طور پر ان کا بائیکاٹ کر دیا۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے قبلہ مفتی اعظم ہند تو ان سے اس حد تک ناراض تھے کہ انہوں نے مولانا حشمت علی سے ملاقات بند کر دی تھی اور انہیں بریلی شریف میں عرس کے موقع پر تقریر کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ اب ان کی کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ وہ بریلی شریف جاتے تو مزار شریف پر حاضری دے کر خاموشی سے واپس چلے جاتے۔ اس بائیکاٹ میں میرے والد محترم بھی شریک تھے کیونکہ اس وقت صورت یہ تھی کہ تمام دیوبندی مولوی تحریک پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اور اس کے برعکس تمام سنی علماء و مشائخ حصول پاکستان کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ مولانا حشمت علی خاں کی مسلم لیگ پر تنقید کے جواب میں والد صاحب نے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب "رضوی تیشہ بر خانہ شیر بیشہ، چندا [illegible] سوالات بر صاحب چہار دہ جہالات" لکھی۔ جب یہ کتاب شائع ہو گئی تو ایک روز مولانا حشمت علی کسی کام کے سلسلہ میں سنبھل [illegible] اپنا تعارف [illegible] کر کے مولانا حشمت علی [illegible] مولانا حشمت علی خاں [illegible] تب ان [illegible] میں نے جواب دیا "میں اپنا تعارف [illegible] آپ کا جواب لینے آیا ہوں" دراصل مجھے ان کی لکھی ہوئی کتاب کا بہت افسوس تھا اور میں ان سے زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا اور میں نے دوبارہ وہی جواب دیا پھر ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ یہ مولانا محمد اجمل شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ یہ سن کر وہ کھڑے [illegible] انہوں نے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے [illegible] آپ [illegible] بھتیجے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے [illegible] کتاب میری موجودگی میں پڑھی اور پھر اگلے روز وہ والد صاحب کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر میں بھی موجود تھا۔ تھوڑی دیر بحث و تمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خاں تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے معافی نامہ لکھ کر دے دیا اور یہ معاہدہ طے پایا کہ مولانا حشمت علی خاں اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اور مولانا اجمل شاہ صاحب اس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر کے آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے۔ اس معاہدہ کے فوراً بعد بریلی شریف میں اعلیٰحضرت کا عرس تھا۔ والد صاحب مولانا حشمت علی خاں کو لے کر بریلی شریف گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ والد صاحب نے حضرت قبلہ مفتی اعظم کو بتایا کہ مولانا حشمت علی خاں نے اپنی کتاب سے رجوع کر لیا ہے اور معافی نامہ بھی لکھ دیا ہے۔ حضرت مفتی اعظم نے یہ سن کر مولانا حشمت علی کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ مولانا حشمت علی، مفتی اعظم کے قدموں پر گر پڑے اور مفتی اعظم نے انہیں معافی دے دی اور پھر مولانا حشمت علی خاں کا بائیکاٹ ختم کر دیا گیا اور عرس کے موقع پر ان کی تقریر بھی ہوئی۔ [illegible] حشمت علی خاں کا معافی نامہ میرے والد صاحب کے [illegible] سنبھل میں محفوظ تھا۔ سن ۱۹۵۹ میں پاکستان [illegible] تھا اور [illegible] والد صاحب [illegible] ۱۹۷۰ [illegible] سنبھل [illegible] کہ وہ معافی نامہ [illegible] کے پاس محفوظ ہو گا یا نہیں۔ بہر حال [illegible] کے علاوہ اقبال احمد نوری، ساجد علی خاں (نواسہ حضرت مفتی اعظم ہند) اور مولانا سید مصطفیٰ علی سنبھلی اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہار کا عکس، جس میں تیس جلیل القدر سُنّی مشائخ و علما کا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان شائع کیا گیا ہے۔

یہ اشتہار سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خاں سے شائع ہوا۔ اشتہار کے آخر میں چند جید سُنّی علماء کی تصدیق بھی موجود ہے۔

حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قبلہ خلیفہ بارگاہ عالی اعلیٰ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سرہند شریف

نے تلقین فرمایا [illegible]

۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ عالیہ اجمیر شریف

کا ارشاد ہے [illegible]

۳۔ حضرت پیر زادہ حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین گلبرگہ شریف دکن

نے فرمایا [illegible] مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۴۔ مولانا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف

نے [illegible] کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپتن شریف

کا ارشاد ہے [illegible]

۶۔ مولانا حافظ شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف

کا ارشاد ہے [illegible] مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۷۔ مولانا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف

نے فرمایا ہے [illegible] مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۸۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ

نے فرمایا [illegible] جماعت ہے۔

۹۔ حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف

کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو۔ اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۱۰۔ حضرت مولانا حافظ قاری محمد شاہد [illegible] شریف

[illegible]

۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارفین باہو سلطان کے سجادہ نشین حبیب سلطان صاحب قبلہ

[illegible]

۱۲۔ حضرت عبدالرزاق [illegible] کلانور (رہتک)

[illegible]

۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خانقاہ میر فاضل شاہ صاحب ٹوہانہ ضلع حصار

نے اعلان کیا کہ مسلمان اپنی تمام کوششیں آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے وقف کر دیں۔

۱۴۔ جناب پیر بدر الدین صاحب [illegible]

اور فرمایا [illegible] مسلم لیگ [illegible] یاد رکھیں۔

(بقیہ اشتہار اگلے صفحہ پر)

مطالبۂ پاکستان سے متعلق

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

کا تاریخی فیصلہ

۱۵۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونا علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ کا اعلان۔

سب مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

۱۶۔ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب چشتی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ گورداسپور کا اعلان

سب مسلمان انتخابی مہم میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۱۷۔ حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔

مسلمانان ہند کی زندگی اور موت کا مسئلہ پاکستان [illegible] مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

۱۸۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موسٰی زئی کا اعلان۔

سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ [illegible] مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

[illegible]

۱۹۔ حضرت میاں علی محمد خان صاحب چشتی نظامی [illegible] شریف [illegible] ضلع ہوشیار پور کا ارشاد گرامی

مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی [illegible] ثبوت دیں۔

۲۰۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو چک ضلع گورداسپور کا اعلان۔

تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہئے پاکستان میں مسلمان آزاد ہوں گے جہاں شریعت کے مطابق قانون نافذ ہوں گے

۲۱۔ جناب حضرت پیر صلاح الدین صاحب [illegible] حضرت خواجہ عبدالستار [illegible]

[illegible] کے حصول کا حکم دیا ہے۔

[illegible] مسلم لیگ اور پاکستان کے حصول کا سیاسی فرض [illegible]

۲۲۔ سجادہ نشین چورہ شریف نے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کیلئے حکم صادر فرمایا ہے۔

۲۳۔ [illegible] صاحب [illegible] نے شمالی پاکستان کے حصول کیلئے [illegible]

۲۴۔ سجادہ نشین [illegible] شریف [illegible] مولوی فضل حق صاحب قبلہ۔

۲۵۔ بابا جی صاحب بام خیل۔

۲۶۔ کاکا خیل حضرات۔

۲۷۔ حافظ عبدالرحیم صاحب سجادہ نشین [illegible]

۲۸۔ بابا صاحب فقیر اماعیل تحصیل [illegible]

۲۹۔ مولانا حافظ حضرت محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین [illegible] شریف تحصیل کلاچی۔

۳۰۔ استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی [illegible] احمد صاحب شیخ الحدیث [illegible]

[illegible] خلف الرشید [illegible] صاحب قبلہ۔

۳۱۔ حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی [illegible] عالیہ [illegible]

۳۲۔ جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند صدر [illegible]

۳۳۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی [illegible] اہلحدیث۔

حضرت مولانا [illegible] ثناء اللہ صاحب امرتسری [illegible] اہلحدیث۔

۳۴۔ [illegible] سرحد [illegible] علماء [illegible] جمعیت العلماء

۳۵۔ حضرت مولانا مولوی داؤد محمد صاحب سرحد [illegible] صدر جمعیت العلماء [illegible]

اسلام نے مستقبل پر فرمایا ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ اور پاکستان کے قیام کے لئے [illegible]

[illegible] سب مسلمانوں کا دینی فرض ہے [illegible]

چونکہ [illegible] پاکستان [illegible] علمائے کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق مسلمانوں کو چاہئے کہ [illegible]

[illegible] جناب حضرت پیر صاحبزادہ محمد عبداللطیف صاحب قبلہ سجادہ نشین [illegible]

[illegible] سید [illegible] اسلام [illegible] کریں۔

وما علینا الا البلاغ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ

از حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس - مراد آباد یو - پی

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مخصوص ارکان کی ایک جمعیت وزارتی مشن کی تجاویز اور وائسرائے اور کمانڈر انچیف کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ ان تجاویز میں مسلمانوں کے خطرات کا کوئی شافی علاج ہے نہ ان آزاد [illegible] میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے - لہٰذا ہماری سُنّی بغیر پاکستان کے نہیں ہو سکتی - پاکستان کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر مشتمل ہوگا اور ان کے درمیان صد ہا میل کا فاصلہ ہوگا اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور [illegible] پیام جاری رکھنے میں درمیانی غیر حکومت کی موافقت اور حسن سلوک کی محتاج ہوگی اس اعتراض نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبۂ پاکستان میں اتنا اضافہ اور کریں کہ ان دونوں ریاستوں کے مابین مواصلت قائم کرنے کے لئے بقدر ضرورت رقبہ ہمیں اور بھی ملنا چاہئے - معترضین کے اشارے کا شکریہ - سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی -

اگر بالفرض مسٹر جناح سے مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرے گی

مسلمانوں کا یہ حق ہر گز دے گا - وزارتی مشن نے یہ صاف نہیں کیا کہ بنیادی گروپ کے صوبجات میں مسلمان اقلیت کے جان مال عزت آبرو دین مذہب زبان تہذیب کی حفاظت کون ضامن ہوگا ؟

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۴۳ جلد ۸۲

مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

خوشخبری

ایشیاء کی سب سے بڑی مارکیٹ اعظم کلاتھ مارکیٹ میں سٹوڈنٹس کلاتھ ہاؤس لاہور بلاک

المشہور ہے - ریشمی کپڑے کا مرکز ، بنارسی سوٹ ، مون لائٹ ، فرنچ پرنٹ ، ماربل پرنٹ

ہائی صوفی ، فلیٹ ، سلک ، ساٹن اور ہر قسم کے ریشمی پارچات بازار سے بارعایت

خرید فرمائیں - (شکریہ)

پاکستان سے محبّت کا منفرد ثبوت

قیام کے لیے اہلسنت کے دل میں جو تڑپ اور لگن تھی اس کا ایک ثبوت تقسیم ملک سے قبل ہندوستان میں شائع ہونے والے ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر کے سرورق کے ان عکسوں سے ملتا ہے۔ سوادِ اعظم اہل سنت کے اس ترجمان نے ۱۹۴۲ء کے اوائل سے ہی "امرتسر" کے ساتھ لفظ پاکستان کا اضافہ کر دیا تھا۔

تار کا پتہ:- "الفقیہ" امرتسر — ۷۸۹ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۹

ہندوستان بھر میں اہل السنۃ والجماعۃ کا واحد ارگن

الفقیہ
امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۲

شرح چندہ: سالانہ چندہ ... ششماہی ... بیرون ہند سے سالانہ چندہ ۸ شلنگ یعنی صرف چھ روپے وی پی ... نمونہ کا پرچہ ...

اغراض و مقاصد: ۱۔ اہل اسلام کی عموماً ... کی خصوصاً حمایت کرنا ۲۔ فرقہائے جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا ۳۔ اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت اور گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: ابوالرباح معراج الدین احمد

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷ جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۲۵ | مطبوعہ ۹ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱/۲۸ اگست ۱۹۴۲ء یوم جمعہ | نمبر ۳۱/۳۲

تار کا پتہ:- الفقیہ امرتسر — ۷۸۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۹

ہندوستان بھر میں اہل السنت والجماعت کا واحد ارگن

الفقیہ
امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۲

شرح چندہ: سالانہ بذریعہ منی آرڈر ... ششماہی ... بیرون ہند سے سالانہ چندہ ۸ شلنگ یعنی صرف چھ روپے وی پی چھ روپے نمونہ کا پرچہ ...

اغراض و مقاصد: (۱) اہل اسلام کی عموماً ... کی خصوصاً حمایت کرنا (۲) فرقہائے جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا (۳) اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت اور گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴ و ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: ابوالرباح حکیم معراج الدین احمد

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷ جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۲۶ | مطبوعہ ۱۵/۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ ۱۴/۲۱ جولائی ۱۹۴۲ء یوم جمعہ | نمبر ۲۵/۲۶

خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ

خدا کا پیارا ہمارا رہبر امام اعظم ابو حنیفہ
خدا کے بندوں پہ جس کا ہے ... [illegible]
قسم ہے دورِ قمر پہ شہرہ تیری ... [illegible]
امام مالک۔ امام حنبل۔ بخاری و شافعی ... [illegible]
اشارہ ... [illegible]
تری بدولت ہوا منور رسول اکرم کا دین ایسا
کلام حق کے سمجھنے والے حدیث ... [illegible]

سپہر دین نبی کا اختر امام اعظم ابو حنیفہ
نہ تھا ثانی تمہارا ہمسر امام اعظم ابو حنیفہ
تری فضیلت کا ذکر گھر گھر امام اعظم ابو حنیفہ
مثال انجم ہیں تو ہے خاور امام اعظم ابو حنیفہ
وہ ہے حبیب شفیع محشر امام اعظم ابو حنیفہ
ہے چرخ دین نبی کا محور امام اعظم ابو حنیفہ
ہے تخم تو ... درخشندہ امام اعظم ابو حنیفہ
خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ

جلا کے کر دیگا خاک ... ہوا ایک نجدی کے دل جگر کو
ترے فضائل سنا سنا کر امام اعظم ابو حنیفہ

اطلاع

جن حضرات کے نام ... جولائی ... [illegible]

ننگِ اسلاف حسین احمد مدنی کا فتویٰ

کانگریس کے ہم نوا جمعیت علماءِ ہند کے صدر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی حسین احمد مدنی کے تحریکِ پاکستان کے خلاف قلمی فتویٰ کا عکس۔

۴۹۶

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) (ا) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے ممبر بنکر جانا از روئے شرع جائز یا ناجائز

(ب) بصورت جواز جو حلفیہ عہد وفاداری انگریزی کونسل کے ہر ایک ممبر سے لیا جاتا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے قلبی اطمینان ہوتا ہو تو [illegible] ہو دستخط کر دیئے سے کچھ حرج لازم نہیں آتا؟

(۲) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) (الف) چونکہ نہ جانے اور غیر مذہبی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دو میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان ہے ایسے حسب قاعدہ شرعیہ اخف البلیتین کا اختیار کرنا ضروری ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جانے والے اشخاص دیانتدار [illegible] اور سمجھدار ہوں یا ایسی پارٹی میں ہوں جسکا پارٹی لیڈر ایسا ہو اور کسی مذہبی اور سیاسی بہتر پروگرام دستور کا ذمہ دار ہو۔

(ب) اولاً جو حلف وفاداری لیا جاتا ہے اسمیں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اسمیں بادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف ہے موجودہ حکومت کا نہیں ہے۔ جو کہ خلاف معاہدہ و بیان اور خلاف اپنے اعلانات [illegible] حاضرہ [illegible] ناقابل اعتبار ہو گئی ہے کہ قلبی اطمینان کے موجود ہوتے ہوئے احوال حاضرہ کی بناء پر شرعی طور پر حرج بھی نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں ان الفاظ میں مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ مستحلف کی نیت کا پابند [illegible] اس وقت میں جبکہ وہ ظالم [illegible] حالف ہی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہم نے جہانتک جہان بین کی پاکستان کا مطالبہ برطانوی خواہشوں اور انکی دسیسہ کاریوں کے مطابق ہے (دیکھو مدینہ بجنور ۲۱ اگست ۱۹۴۱ء جلد ۳۰ نمبر ۵۹ صفحہ ۲ مسٹر بیورلے نکلس [illegible] کا خط)

(اور [illegible] جدید مدینہ بجنور [illegible] مورخہ ۹ جون ۱۹۴۳ منقول از انگریزی اخبار [illegible])

ہمارے سمجھ میں اب تک یہ مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور بالخصوص ان لوگوں کو جو کہ اقلیت والے صوبوں یوپی، بہار، مدراس، بمبئی وغیرہ میں رہتے ہیں مزید مشکلات کا سامنا ہو جائیگا جبکہ ان کے لئے مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ تم اقلیت والوں کو اکثریت والوں پر قربان کر دینا [illegible] تمہاری نماز جنازہ پڑھ چکا ہوں

واللہ اعلم

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۴ ذی قعدہ ۶۴

مطالبۂ پاکستان کے خلاف علماءِ دیوبند کا فتویٰ

ذیل میں جمعیت علماءِ ہند کے رہنما مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے دستخط شدہ فتوے کا عکس درج کیا جارہا ہے۔ اس قلمی فتوے پر جناب احمد سعید (ناظم جمعیت علماءِ ہند) اور جناب حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(الف) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے لئے ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بشرط جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے اس عہدنامے پر دستخط کر دینے سے سلطنت بالاسلام ہو کر کچھ حرج لازم نہیں آتی؟

(ج) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

ہندستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہوگیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائیں تو بہتر ہے اسلئے جواز کا فتوے دیتا ہوں

اسمبلی میں جس عہدنامے پر دستخط لئے جاتے ہیں۔ اسمیں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جاسکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اسکے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کہ مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندستان سے اسلام کی شوکت مٹا کر ایک چھوٹے سے خطہ میں محدود کر دیتا ہے اور اسمیں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے۔ اور باقی ہندستان کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دیتا ہے یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
دہلی

(مہر) دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

الجواب صحیح
حبیب المرسلین
نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی رائے بہت مناسب اور درست ہے۔ میں ان سے پوری طرح متفق ہوں
فقیر احمد سعید غفرلہ

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

نواب کالج سر سید کلب علی خاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری

رامپور

سنہ ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

جلد ۸۳ — ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۵ء یوم مبارک دوشنبہ

ترانۂ پاکستان

فرمودہ حضرت جہاں استاد علامہ عرشی مدظلہ فیروزی

سر تا بقدم قربانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے پاک ہمارا باطن ۔ ہے پاک ہمارا ظاہر
ہر ایک صفت اپنی ۔ تصویر ہے یا آئینہ
خوشبو ہی حق زینت اپنی ۔ نا رہنگی حق صورت اپنی
سیرت میں بھی ہم یکتا ۔ صورت میں بھی ہم یکتا
اسلام ہمارا ہادی ۔ قرآن ہمارا منزل
جھکتے ہیں خدا کے آگے ۔ کرتے ہیں نہ کسی کو سجدے
الف لی و لر کستانی ۔ یہ لوگ ہیں نقش اول
پیدا ہے شجاعت ہم سے ۔ ظاہر ہے شجاعت ہم سے
جو راہ ہے حائل ہوگا ۔ گر کرونی سب حل ہوگا
ہر لمحہ ہے رحم اپنا ۔ دکھلائیں حقیقت اپنی
طالب ہیں انکی رحمت کے ۔ منت پرانجانت کریں

ہم لوگ ہیں پاکستانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
کیا شکل نہیں پہچانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اک دنیا کی حیرانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہر بات اپنی وجدانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اب کیوں نہ کھچیں تانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم خضر رہ ایمانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے جھلکی ہوئی پیشانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں نقش ثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
سنگ اپنا اسلافی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہیچ آپ کی ہر طغیانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اب دل میں ہے طغیانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
آتی ہے جو پیش آسانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

ابتک جو ہیں خالی دامن لے عرشؔ وہ دامن بھرلیں
کرتے ہیں گہر افشانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

الفقیہ امرتسر ۔ ۱۴ نومبر ۱۹۴۵ء

خیال کے ماتحت شملہ کانفرنس کے زمانہ میں وائسرائے کو حضرت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خانصاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی کی جانب سے لیگ کی تائید میں تار بھی بھیجا گیا تھا ۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء کے روزنامہ انجام دہلی میں شائع ہوا ہے ۔ حضرت مولانا موصوف اس وقت برائے حج بیت اللہ شریف تشریف لیگئے ہیں ۔ بنارس کانفرنس نے جسکے صدر حضرت مولانا موصوف بھی اپنے بنارس کے عالیہ جلسہ میں مسلم لیگ سے تعاون کرنے اور اس کی تائید و حمایت کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے (انجام ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

ماہنامہ ضیائے حرم — جون ۱۹۷۶

تحریکِ پاکستان کی

حمایت کا اعلان

تقسیم ہند کی تجویز مان لی گئی

اجمیر شریف کو پاکستان میں شامل کیا جائے

تحریک پاکستان کی جدوجہد کے ابتدائی دور میں "پاکستان" کا تصور اس قدر وسیع اور ہمہ گیر تھا کہ یوپی کے اضلاع اور بہار کو پاکستان بنانے کے مطالبے ہوتے رہے۔ لیکن ہندو کی عیاری اور فرنگی کی مسلم کش پالیسی اتنی بھرپور اور مکمل تھی کہ گورداسپور جیسا مسلم اکثریتی علاقہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس موقع پر ایک قرارداد کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، جو اجمیر شریف کے عرس کے موقع پر علمائے کرام کی طرف سے پیش ہوکر پاس ہوئی۔

"........ چونکہ اجمیر شریف مسلمانوں کی مذہبی و روحانی زندگی کا ایک مسلمہ سب سے اہم مرکزی مقام ہے اس لئے اس کو پاکستان میں شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے"[1]

اس اہم قرارداد کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور جلد ۸۵ — مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۶ء

[1] اخبار دبدبۂ سکندری، رامپور۔ مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۶ء، ص ۲

محدّث کچھوچھوی کے تاریخی خطبہ کے اقتباسات

ہے جلا جا رہا ہے اس کو مقروض بنا کر دیا جا رہا ہے۔ اس کی وراثتِ حکومت کو غصب ہے رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صراحۃً غلط ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین و آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ آج تک ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ وہ نہ سنیں تو پھر سننے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل

علماء و مشائخ کا مقام

میں پاکستان کی بحث تھی۔ لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے کسی حصۂ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصے کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ عالمِ اسباب میں حکمت تدریج ہے۔ ہندستان تک صحابۂ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندستان

سنی کانفرنس کا پاکستان

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماءِ اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا۔ آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں۔ آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ للہ ہمارا علاج کیجیے۔ اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہماری امداد کیجیے۔ غوث کے نام کی بھیک دیجیے۔ خواجہ کے طفیل خبر لیجیے۔ نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ سے رسمی طور پر کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگذاشتوں کو معاف کیجیے۔ وہ کیے جو کچھ تو خدمت کرے۔ ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن آپ ساتھ لائیے۔ ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے۔ ایک مرتبہ سنی کانفرنس میدانِ کربلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہرِ فرات آج تک شرم سے پانی پانی ہے۔ آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ آب آب رہے۔ ہم شرم کے مارے اپنے سر کو جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلسِ استقبالیہ کے مخلص درویشوں کے لیے درخواستِ دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہترین ادب درخواست ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ کچھوچھوی (صدر مجلسِ استقبالیہ)

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

سید وارث علی شاہ جیلانی وحشی پرنٹرز میکلیگن روڈ لاہور سے چھپوا کر ۲۹/۸ جمیپنڈ کالونی فیصل آباد سے شائع کیا

MONTHLY

R.L. No:- 7650

FAIZAN

RAZA BUILDING OPP. DATA DARBAR HOSPITAL RATTIGON ROAD, LAHORE.

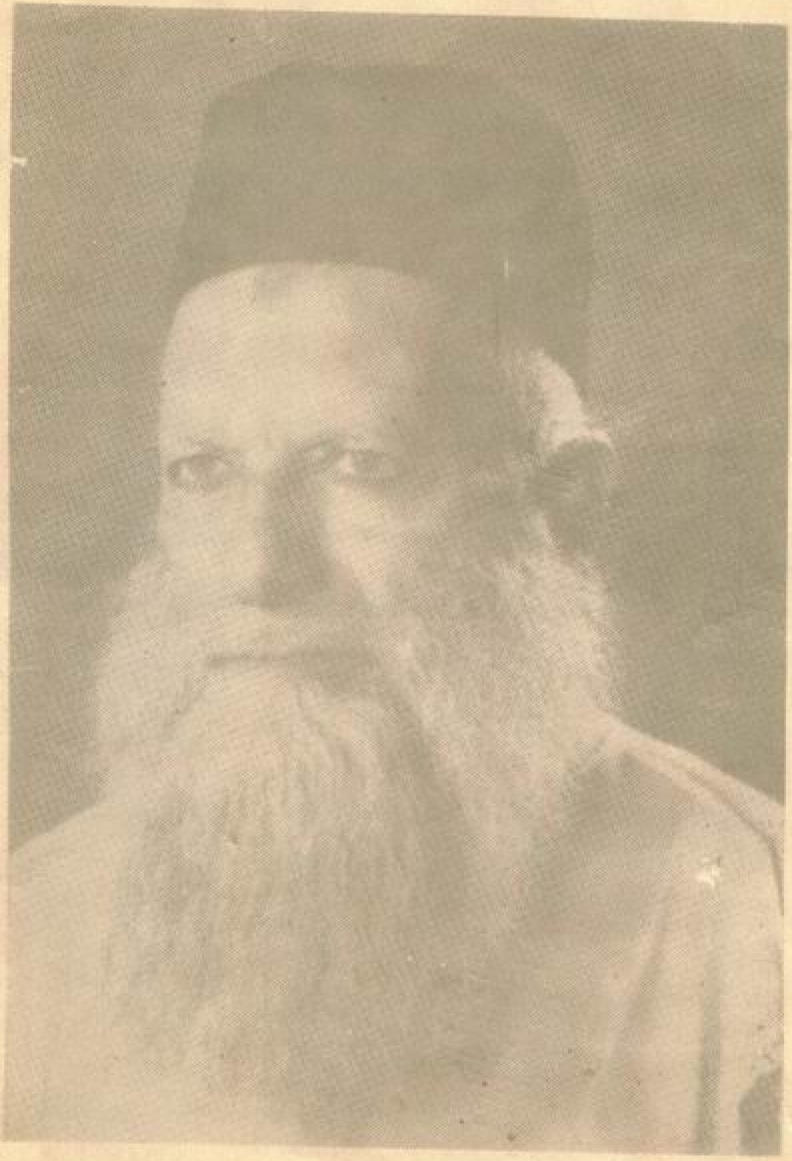

ملتان کے بے تاج بادشاہ

مولانا حامد علی خاں